خونِ آرزو

یعنی

حسرت انگیز- نتیجہ خیز- ناول

(مصنفہ)

جناب منشی محمد احسن صاحب وحشی بلگرامی سلمہ اللہ تعالیٰ

باہتمام خاکسار ابو الحسنات قطب الدین احمد غفرلہ اللہ الصمد

(بار دوم)

بعد حفاظت حق تالیف ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء

مطبع نامی لکھنؤ میں چھپا

اشتہارات

عثمان مریم - مؤلفۂ لائف الیشوزنش ایجنٹ لنڈن جسمین جنگ صلیبی کے بعض جنگ اور سلاطین یورپ کے مختصر سوشل حالات کے ساتھ پردۂ نسوان کے فوائد کا ذکر ہے قیمت فی جلد ۱۲ر

جفاے ناز - حضرت وحشی نگرامی کی تالیفات سے چشم بددور یہ ناول بھی آنکھوں سے لگانے کے لائق ہے بندش حسب محاورات صحیح و درست عبارت خوب قصہ مرغوب بول چال پیاری زبان ایسی جسپر دل صدقے جان واری قیمت فی جلد ۵ر

نسیم آرزو - اس ناول کی خوبی عبارت پر اگر لحاظ نہ کیا جاوے تو عبرت آمیز درد کا بھرا ہوا قصہ ہے قیمت فی جلد ۳ر

مجموعۂ سرگذشت - اگرچہ یہ ناول کے طرز پر لکھا گیا ہے مگر یہ صحیح تاریخ اوسی زمانہ کی ہے کہ جب ہجری سنہ ۵ لکھا جاتا تھا اور غازی سلطان محمود مرحوم نے اسلامی ہلالیون سے خون کے دریا بہا دیے بہادر چھتریون کے ہاتھون کے طوطے اڑا دیئے یہ ناول نہین ہے بلکہ جنگ سومنات کا پورا فوٹو ہے قیمت فی جلد ۸ر

معشوقۂ عرب - اس ناول میں مصنف نے اہل عرب اور ترک کے طرز اچھے پیرایہ مین فوٹو اتارا ہے قیمت

شیل بتی - یہ سچا قصہ بطرز منشی عبد الحفیظ صاحب سبا لنسی تالیفات سے ہے قیمت فی جلد ۴ر

ماریہ سلطانہ - اس ناول مین غریب حیرت انگیز سرگذشت لکھی گئی جو پہلی صدی ہجری کی یادگار سے قیمت فی جلد ۴ر

سعید و زکیہ - اس ناول مین یہ لطف دکھایا ہے کہ پورا پورا قصہ زبان سے بیان کیا ہے اور اس نے اپنی بیتی آپ خوب کہی جاتی ہے دکھایا ہے قیمت فی جلد ۴ر

اشک خون یا لاڈلا بدچلن - ناول مین اولاد کو تعلیم و تربیت سے بے بہرہ رکھنے کے خراب گئے ہین قیمت فی جلد ۴ر

عمیر و ریحانہ - اس ناول

ریب

رات کا ابتدائی حصہ گزرکر قریب نو بجنے کے پہونچگیا تھا- آسمان کا کالا کالا رنگ
ردن کی آب و تاب سے عجیب جگمگاہٹ پیدا کر رہا تھا- قمری مہینہ کے عشرہ
ہ کا چاند افق مشرق سے بلند ہوچکا تھا- ہلکی ہلکی چاندنی درختوں کے پتوں پر پڑ پڑکر
ہ لفریب سمان پیدا کرنے لگی تھی- عشاق دلفگار کے نالے بلند ہو ہو کر آسمان کے
انے کی کوشش کر رہے تھے- اور آہ جگرسوز کا دھوان دنیا کو گھیرے ہوئے تھا-
رگلبدن پری جمال جو کسی کے خرمن صبر و قرار پر برق غضب گرانے کا شیوہ
تے ہین قتل و غارتگری کا بازار گرم کرنے کے لیے بن سنور کر تیار تھیں- ٹھنڈی ہو
ہی ہوا کے جھونکے برگ گل کے ساتھ اٹکھیلیان کرتی ہوئی اون پردون کو کبھی کبھی
دیتی تھی جو اخفای راز اور فلک شعبدہ باز کی نگاہون سے بچنے کے لیے ڈال دیے گئے تھے
ن اور رہگذرون کی چہل پہل کم ہو چلی تھی اور فاختہ نے کوکو کے غل سے زبان کو
ں ذرا روک لیا تھا مگر پپیہا کی پکار ابتک کم نہوئی تھی اور ہجران نصیب عاشقو کی
ہین کسی کے انتظار مین بار بار دروازہ کی طرف اوٹھ جاتی تھین-
ناظرین کو ہم اسوقت قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ کے ایک مقام کی سیر کرانا چاہتے ہین
جو ایسا غیر مشہور نہین ہے لیکن پھر بھی ہمارا فرض ہے کہ اپنے ناول کے دیکھنے والون کو
حال یہان کا بتادین- یہ قصبہ لکھنؤ سے تخمیناً سولہ میل جانب مشرق اور سڑک پر
و شاہئین گنج ہو کر جاتی ہے- قدامت کے لحاظ سے تاریخ و جغرافیہ مین بھی اسکا نام

بہت وقعت کے ساتھ لکھا ہوا پایا جاتا ہے۔ اسلام کے پہنچنے کے بعد اس نے
نمایاں ترقی حاصل کی تھی۔ بڑے بڑے رؤسا و عمائد منصبداران شاہی۔ علماء و
یہاں کی خاک پاک سے اٹھے اور چار دانگ عالم میں اپنا سکہ بٹھا کر خواب راحت میں
مشغول ہو گئے۔ عالمگیر کے استاد ملا احمد المعروف بہ جیون اور سندی نظام الدین عـه
سرزمین کے رہنے والے تھے۔ مولوی امیر علی شہید جو اجودھیا کے معرکہ میں جام شہادت
نوش کرکے داخل فردوس بریں ہوئے اسی خطہ کے موجب فخر تھے۔ علاوہ ان کے
معزز رؤسا و اہل دول بھی ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ ابھی آخر وقت میں منشی امیر حیدر
مرحوم میر منشی سرکار شاہی اودھ بڑے نامآوروں میں شمار تھے۔ اور مرزا مظفر علی
اسیر مرحوم کا یہاں ننہال تھا۔

اس مشہور قصبہ کے جس سواد کی ہم آپکو سیر کرانا چاہتے ہیں یہ شمالی حصہ ہے۔
ایک پختہ حویلی خوشنما بنی ہوئی تھی اسکے برابر ہی ایک پہلو میں چھوٹا سا خوش قطع
باغ تھا جسکے گرد خام اینٹوں کی چاردیواری تھی۔ دیواروں پر کھپریل
پلاسٹر کے رکھے تھے۔ اور چاروں طرف کیلے کے بڑے بڑے درختوں کی پتیاں ان کو
چھپائے تھیں۔ ایک صدر دروازہ پورب طرف اور ایک چھوٹی سی کھڑکی بائیں
مکان زنانہ میں جانیکو لگی تھی۔ سبزہ و درخت بہت قرینے سے لگائے گئے تھے مختلف
پھول جابجا گملوں میں لگے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک چھوٹا سا سنگین
جسمیں فوارہ لگا ہوا تھا اور اسکے پاس ہی چھوٹا سا خسپوش بنگلہ پڑا تھا۔
ہوشیار مالی نے بنگلہ کے گرداگرد اس خوبصورتی سے گملے چنے تھے کہ ایک قد

عـه یہ دونوں بزرگ بہت بڑے باکمال و صاحب تمکین تھے ملا احمد صاحب کی تفسیرات احمدیہ اور نور الانوار
مشہور تصانیف درس عربی میں داخل ہیں۔ سندی نظام الدین صاحب کے بابت اتنا ہی لکھنا کافی ہے
شہرت و تقدس کی وجہ سے ایٹھی کو سندی کے میدان کی ایٹھی کہتے ہیں۔ سندی کے عبدالباسط مصنف
المعروف بہ لبسط باسطی آپ کی اولاد میں تھے ۱۲ منشی

غ کا سمان پیدا ہو گیا تھا بالخصوص اسوجہ سے کہ بنگلہ ذرا اونچی کرسی پکر بنایا گیا تھا او
زینہ ہر چہار طرف بنا تھا جو گملون سے معمور تھا - چاندنی رات مین یہان کی سیر کا ایک
بینظیر لطف حاصل ہوتا تھا - فوارے سے پانی کی چھوٹی چھوٹی بوندین اُڑ اُڑ کر درختون کی
پتیون پر گرتی تھین اور چاندنی کی چمک سے جگنو کی سی جگمگاہٹ پیدا ہو جاتی تھی -
جسوقت کا ہم ذکر کرتے ہین اوسوقت اس باغ کا صدر دروازہ بند ہو چکا تھا - مالی
بھی ٹک پر کھانا کھا پی کر ایک نیند لینے کو پڑ رہا تھا دفعۃً زنانہ مکان کی طرف والی کھڑکی
کھلی اور ایک دوشیزہ پری جمال خرام ناز کرتی ہوئی چمن مین داخل ہوئی - رنگ اسکا گلابی
آنکھین ایشیائی مذاق کے مطابق سیاہ گردن پتلی ناک لمبی سوتوان تھی - البتہ چہرہ کسیقدر
لمبا تھا - مگر نہ ایسا کہ بدنما معلوم ہو بلکہ اسکی لمبائی سے بھی ایک نیا حسن نکل آئی تھی بیشکی کا
پائجامہ پہنے اور گلابی دوپٹہ اوڑھے ہوے یہ نازنین آہستہ آہستہ آگے کو بڑھی - اسکے ساتھ
ایک اور لڑکی تھی جو اسکی ہم عمر معلوم ہوتی تھی لیکن یہ کوئی نیچ ذات ہندو عورت تھی کیونکہ
نیلے رنگ کی گاڑھی گاڑھی ساری آدھی باندھے اور آدھی اوڑھے تھی اسکا رنگ سانولا تھا
اور یہ بڑے ادب سے نازنین کے پیچھے پیچھے چلی جاتی تھی - چند قدم چلکر نازنین نے کہا "کیون
جانکی تمھارے باپ کو تو نہین معلوم ہے؟"
جانکی - نہین بیوی وہ کیا جانین -
نازنین - کیا اوسنے نہین دیکھا؟
جانکی - نہین اونھون نے نہین دیکھا مین نے سر شام ہی بُلا کر اوس طرف درختون کے
پاس بٹھا دیا تھا اور بابا کو اودھر نہین جانے دیا -
نازنین - کیا بتاؤن جانکی - میرے دل کا عجیب حال ہے - ایک ہی مرتبہ دیکھ کر بے قابو ہو گیا -
جانکی - اور وہ آپ سے زیادہ تکلیف مین ہین - روز مجھکو گھیرے رہتے تھے - آج تو
جھک جھک کر سلام کرتے تھے پھولون نہین سماتے -

نازنین - دیکھو جانکی یہ حال کسیکو معلوم ہو نہیں تو مین بےعزت ہو جاؤنگی - ابّا جان
مار ہی ڈالین گے -

جانکی - نا سرکار! ایسا نہیں ہو سکتا - کھل جائیگا تو مین نہ مار ڈالی جاؤنگی -

نازنین - تمھارا باپ اسوقت کیا کرتا ہی؟

جانکی - مین کھانا دے گئی تھی اب کھا کر لیٹ رہا ہوگا -

نازنین - کہین ادھر ادھر گھومتا تو نہو جو خرابی ہو؟

جانکی - مین نے اچھی طرح سمجھا دیا ہی کہ رات کو بارہ بجے تک نانے مکان سے بی بی لوگ
آئی ہین اسوجہ سے اب وہ اسوقت تک پھلواری مین چکر نہین لگاتا ہی - پہلا پہرہ آدھی
رات تک مین دیتی ہون اور آدھی رات کے بعد باپ کو جگا دیتی ہون - اسکے سوا وہ گانجہ
کے نشہ مین مست پڑا رہتا ہی اوسکو کیا خبر ہوتی ہی کہ کیا ہوا کیا نہین -

نازنین - یہ بات بھی اچھی نہین ہے اس صورت مین چور اوچکون کا کھٹکا ہی -

جانکی - (ٹالنے کے طور پر) بی بی یہ پھول دیکھو کیسا اچھا ہی -

نازنین - ہان اور وہ دیکھو اوس درخت کے نیچے چاندنی کیسی چھن چھن کر پڑ رہی ہی
جی چاہتا ہی کہ سبزہ پہ لوٹ جاؤ -

جانکی - اسوقت حوض پہ بڑا مزا ہوگا -

نازنین - بیشک ہوا سے پانی مین چھوٹی چھوٹی لہرین اوٹھتی ہونگی - چاندنی پانی کی
چادر پر لہرا رہی ہوگی - گملون پہ فوارے کا پانی پڑ رہا ہوگا - مگر

جانکی - مگر کیا؟

نازنین - جانکی تم کیا جانو - ان باتون کا مزا تو تب ہی ہی جب کوئی اپنا چاہنے والا ساتھ
ہنسی دل لگی کی باتین ہوتی ہون -

جانکی - مالک کی دیا سے وہ بھی موجود ہے -

نازنین - موجود ہی - (رنجیدہ ہوکر) کیا کچھ بھی نہین - کس کام کا - آہ!
جانکی - آخر یہ کیون سرکار؟
نازنین - چوری کی ملاقات بھی کوئی چیز ہی - قدم قدم پر کھٹکا لگا ہی کہ کوئی دیکھ نہ لے کسیکو خبر نہ ہو جاے - کوئی آتا نہو - یہ سب لطف تو کھلے خزانے کی ملاقات مین ہوتی ہین
جانکی - پھر بیوی اسکی کیا تدبیر ہے -
نازنین - کچھ نہین - کوئی نہین - بھلا کیا تدبیر ہوسکتی ہے -
جانکی - گھر مین امان جان سے کہئے؟
نازنین - چپ چپ! کہین اسکا نام کبھی نہ لینا - ہماری ملک مین یہ رسم ہی نہین ہے کہ لڑکی لڑکا اپنے منھ سے شادی بیاہ کے واسطے کچھ کہ سکین - یہ خوش قسمتی تو خدا نے کچھ انگریزون ہی کو دی ہی کہ جیسے وہ خود آزاد ہین ویسے ہی اپنی اولاد کو بھی آزادی دے رکھی ہی - مجھے جو میم لکھنؤ مین پڑھانے آتی تھی وہ اکثر ان باتونکا ذکر کیا کرتی تھی - اونکی یہان جبتک لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو دیکھ کر پسند نہ کرلین شادی ہی نہین ہوتی - آپ چاہین جس سے ملین کوئی منع نہین کرتا - یہ قید بھگتنا تو ہمین لوگونکی تقدیرین ہے
جانکی - تو آپ نے میم سے پڑھا ہی کیا آپ ڈرتی نہ تھین؟
نازنین - ڈرنے کی کیا بات تھی ایک وہ ایک ہم - وہ بھی آدمی ہین ہم بھی آدمی ہین -
جانکی - کیا کیا پڑھا تھا؟
نازنین - انگریزی کی دو چھوٹی چھوٹی کتابین پڑھی تھین گلوبند و جرابین بننا سیکھی تھین تو بہت کچھ پڑھتی مگر ابا جان کی بدلی ہو جانے سے یہان چلی آئی سب ہو گیا - جانکی! میرے دل مین جو اتنی آزادی اور خود مختاری کی بو ہی تو یہ اوسی میم کا تصدق ہی - بتاؤ کس جگہ وہ ملین گے -
جانکی - (اونگلی سے اشارہ کرکے) حضور اُن درختون کے نیچے بٹھا آئی تھی وہین ہونگے -

آئیے - اس طرف " چلیں - یہ کہکر جانکی ایک روش پہ ہو کر جلدی جلدی قدم رکھتی ہوئی آگے کو بڑھی - ہماری ہیروئن بھی خرام ناز کے ساتھ اشتیاق و آرزو کو آغوش میں لیے ہوے روانہ ہوئی دو تین منٹ کے بعد یہ دونوں اون درختوں کے نیچے جا پہونچیں جنکا جانکی نے پتہ دیا تھا - لیکن یہاں اسوقت سوائے سبزۂ خوابیدہ کے اور کوئی بھی نہ تھا - نازنین جس شخص کی تلاش میں آئی تھی اوسکو نہ پاکر بہت ملول خاطر ہو کر جانکی سے بولی " مالن تمنے ہمکو دھوکا دیا "

جانکی - سرکار یہ پیشتر دوہائی ہیں میں نے دھوکا نہیں دیا - یہیں اس جگہ پتھر پہ بیٹھے تھے -

نازنین - پھر آخر گئے تو کہاں - شاید اوکتا کر چلے گئے - آج کل میری تقدیر مجھ سے برسر جنگ ہے - آہ!

جانکی - پھاٹک بند ہے کنجی اوسکی میرے پاس ہے اور کوئی راستہ نہیں ہے - کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا بات ہے - میں نے نو بجے کے بعد کا وعدہ بھی کر دیا تھا -

نازنین - تم سے کچھ بھول ہو گئی -

جانکی - اب سرکار میں کیسے بتاؤں - جھوٹی کہیے تو اور سچی کہیے تو ابتو میں جھوٹی ہوں ہی

نازنین - خدا جانے کس کس طرح میں نے اماں سے کہا تب یہاں آنے پائی - افسوس سب رائگان ہوا - آؤ گھر کو پلٹ چلیں -

جانکی - گھبرائیے نہیں - آئیے آگے اودھر دیکھ لیں - آخر اونکا جی بھی تو گھبراتا ہی شاید کسی طرف سیر کرتے ہوں -

ان الفاظ سے نازنین کو کچھ ڈھارس بندھی اور وہ جانکی کے ساتھ اپنے مطلوب کی تلاش کرنے لگی -

دوسرا باب

فوارہ کے قریب

چوری چھپے کی ملاقاتون مین سب سے بڑی مشکل یہ ہوتی ہی کہ ایک طرف تو اشتیاق
وتمنا کا ہجوم ہوتا ہی ایک طرف امید وبیم کے دو نازک پہلو نظر آتے ہین - کبھی ذراسی امید
بندھ جاتی ہی اور کبھی یاس کی بھیانک تصویر دیکھ کر ڈر معلوم ہونے لگتا ہی - دوسری طرف
یہ بھی ڈر لگا ہی کہ کہین راز فاش نہ ہو جائے - کوئی اس بھید سے مطلع ہو کر کچھ آفت نہ برپا کرے
آہ! وہ بھی کیا برا وقت ہوتا ہی جب دو طالب و مطلوب ایک دوسرے سے ملنے کی
تمنا مین عزت وآبرو کا نام ونشان مٹا کر بلکہ زندگی سے ہاتھ دھو کر کسی جگہ اکٹھا ہو جاتے ہین
اشتیاق کہتا ہی کہ بس آج ہی حوصلہ نکال لو - شرم سمجھایا کرتی ہی کہ جادۂ اعتدال سے قدم باہر
نہ ہو - اور حضرت عشق ہین کہ اپنے منصوبے جدا ہی باندھ رہے ہین -

ہماری ہیروئن جس سے ناظرین کو پہلے باب مین واقفیت ہو چکی ہی بڑی شوق
جانکی کی نشاندہی کے مطابق اپنے معہود شخص کو ادھر اودھر ڈھونڈھ رہی تھی
بڑے ذوق وجذب کے ساتھ اوسکی نگاہین ہر ہر درخت کے برگ وگل پر پڑتی تھین
یہین پتہ کھڑکا اور اوسکے کان کھڑے ہوے کوئی کیڑا بولا اور وہ چونک کے چارو نظر
دیکھنے لگی - دوڑتے دھوپتے اوسکو قریب ایک گھنٹہ کے گذر گیا - مایوسی نے دل پر
قبضہ کر لیا تھا اور نہ رکنے والے آنسوؤن کی قطار آنکھون سے جاری تھی - جانکی
ہمدم تسکین دے رہی تھی لیکن سخت متحیر تھی کہ کیا کرے -

نازنین نے کئی چکر تمام باغ مین لگائے لیکن کچھ پتہ نہ لگا آخر جب تھک گئی
اور پیشانی پر پسینہ کی بوندین نکلنے سے ورق گل پر شبنم پڑنے کی سی کیفیت پیدا ہوئی
تو جانکی سے بولی - "آؤ ذرا بنگلہ مین چلکے دم لےلین اوسکے بعد مکان چلونگی نہین تو
سینہ اور دم چڑھنا دیکھ کر لوگ بھانپنے لگین گے" یہ کہکر وہ زینہ پر قدم رکھتی ہوئی بنگلہ کے
اندر پہونچی - یہان مغرب کی طرف تو بالکل اندھیرا تھا - صرف پورب کے رخ پر چاندنی کا عکس
پڑ رہا تھا - اندر پہونچتے ہی نازنین کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر گرنے لگی مگر جانکی نے

دوڑ کر سنبھالا - اور پوچھا "حضور کیا ہی؟"

نازنین - یہ یہ (سہمی ہوئی آواز سے)

جانکی - کیا - حضور کون چیز ہی - کوئی کیڑا ہے؟

نازنین - وہ دیکھو (اشارہ کرکے) کوئی سپید چیز -

جانکی - آپ سنبھلیں تو مین دیکھون کہ کیا ہی -

نازنین - (ہیلیا یہ یہ سہارا دیکر) دیکھو کیا ہی - اُف -

جانکی - (غور سے دیکھکر) حضور! یہ تو وہی ہین - دیکھیے پڑے ہین - چہرہ چاندنی کی طرف ہے - خرخر کر رہے ہین -

جانکی کا فقرہ سنکر نازنین فوراً اوسکے پاس پہونچ گئی - اب اوسکو معلوم ہوا کہ جس چیز سے اوسنے ٹھوکر کھائی تھی وہ اوسکا مطلوب ہی جسکی تلاش مین یہ بیچاری در بدر خاک چھانتی پھرتی تھی - یہ ایک نوعمر گندم رنگ خوبصورت جوان تھا - چہرہ گول ہونٹھ پتلے پیشانی بلند - ناک لمبی مگر ذرا چپٹی تھی - مونچھون پر سیاہی آچلی تھی اور رخساروں پر سبزہ خط کی ریشمی مخمل اُگ چلی تھی - اسوقت اسکی آنکھین بند منھ کھلا اور چہرہ زرد تھا سانس زور زور سے آتی تھی اور ایک قسم کی مہیب گھبراہٹ اوس سے پیدا ہوتی تھی -

پہلے تو نازنین نے اوسکو ہاتھ پکڑکر ہلایا لیکن جب وہ ہوشیار نہ ہوا تو جانکی کی مدد سے اوسکے ہوش مین لانیکی تدبیرین کرنے لگی - پیر سہلاے - اچکن کے بٹن کھولدیے سر اور منھ پر پانی کے چھینٹے دیے - آخر ہزار مشکل کوئی پندرہ منٹ بعد جوان نے آنکھ کھولی نازنین کو سرہانے بیٹھا دیکھکر بولا "آہ! کیا خوب ہوتا اگر یہ خواب سچ ہوتا"

نازنین - نعیم او پیارے نعیم ادھر دیکھو! یہ خواب نہین ہی سچ ہی - دیکھو تو تمھارے پاس کون بیٹھا ہے -

نعیم - (جوان) اللہ! اللہ! -

نین - پیارے لِللہ ہوش مین آؤ دیکھو وقت گزرا جاتا ہے -
یم - (بغور دیکھ کر) کون ہے کیا تم ہو میری پیاری ؟
نین - (جلدی سے) ہان ہان پیارے مین ہی ہون تمھاری دلدادہ سعیدہ - خدا کے
سنبھلو - دیکھو وقت کو غنیمت سمجھو
یم - (اوٹھ کر) میری پیاری سعیدہ تیرے صدقے - آہ ! تمھین بڑی تکلیف ہوئی -
نین - نہین نہین کچھ تکلیف نہین ہوئی - عاشقون کو بھی کہین تکلیف ہوتی ہے
یم - کیا خوب ہوتا اگر یہی الفاظ مجکو اپنے لیے استعمال کرنے کی اجازت ہوتی -
نین - چلو باہر بیٹھین - وہان فوارہ کے قریب تفریح ہوگی -
یم - (اوٹھ کر) چلو -
دونون عاشق و معشوق بنگلہ سے نکل کر لب حوض فوارہ کے قریب آکر بیٹھ گئے
نکی بھی قریب ہی بیٹھی تھی - فوارے سے پانی کے قطرے چارون طرف
رسے تھے - دیر تک یہ دونون محو دیدار خاموش بیٹھے رہے - جانکی جو بڑی
لاک عورت تھی چند قدم ہٹ گئی اور بہت سے پھول توڑ کر لائی سعیدہ
یم کی طرف دیکھ رہی تھی کہ جانکی نے آکر اوسکے سامنے پھول رکھ دیے
ر بولی -
انکی - بیوی وقت اب ختم ہوا چاہتا ہے گیارہ بجنے مین کچھ ہی کسر ہے -
سعیدہ - کیا سچ -
نکی - سچ - دیکھیے تو چاند کتنا چڑھ آیا -
یم - افسوس یہ کمبخت رات بھی کیسی بیوفا ہے اتنی جلد گذری جاتی ہے -
سعیدہ - نہین پیارے ایسا نہ کہو - آہ کیا تمکو اپنا پہلی مرتبہ یہان آنا اور اتفاقیہ مجھ سے
ار نگاہین ہو جانا یاد نہین ہے خیال تو کرو کہ کتنے دنون بعد آج اتنی صحبت نصیب ہوئی ہے

یہی غنیمت ہی۔ یہ رات بہت مبارک ہی۔ اگر چاندنی نہوتی اور خط کتابت کا سلسلہ
نہوتا تو خدا جانے ہماری کیا نوبت ہوتی۔

نعیم۔ آہ! کیا بتاؤں کون کون مصیبتیں کیا کیا درد سہے ہیں تب تمسے ملنے کی نوبت آئی
مگر پیاری اب کیا کہکر دل کو سمجھاؤنگا۔ ابھی تک تو تمھیں اچھی طرح دیکھا بھی نہ تھا
یہ بیچینی تھی اب کیا ہوگا۔ ؟

سعیدہ۔ اللہ مالک ہی شاید پھر کوئی صورت نکل آوے۔ سب سے بڑی آفت تو یہ
کہ اماں جان ایک دم کو مجھے اپنے پاس سے اوٹھنے نہیں دیتی ہیں۔ والد کا حکم آگیا
کہ تنہا سعیدہ پھلواری بھی نہ جانے پاوے۔ خدا جانے آج کون کون فکروں سے
آنا نصیب ہوا ہے۔

نعیم۔ خدا جانے وہ دن کب ہوگا کہ جب تم میری ہو جاؤ گی۔

سعیدہ۔ دیکھیں۔ کوئی امید تو نہیں پڑتی۔ والد کا خیال ایسا کچھ تھا تو سہی کہ
اپنی لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں۔ بھائی برادری جان پہچان کی ایسی شرائط لگاتی ہیں کہ
تمہارے سمجھانے کی کامیابی کی امید نہیں۔

نعیم۔ (آہ بھر کر) میری دلربا پھر کیا ہوگا۔ کیا میری زندگی مفت برباد ہوگی۔ ؟

سعیدہ۔ میں تو تمھیں دل و جان سے چاہتی ہوں۔ جو تم کہو اوسکے بجا لانے کو حاضر ہوں

نعیم۔ بے مرضی والدین کے کیا ہو سکتا ہی۔ افسوس۔ اگر۔

سعیدہ۔ اور پھر یہ سب جھگڑے ہمیں لوگوں کے لگائے ہوے ہیں۔ فرض کر لو کہ مجھے والدین
نازنین کی ہوئی نسبت نہیں پسند ہی۔ پھر وہ کون ہیں جو مجھے زبردستی کسی کے پا
باندھ دینگے۔

نعیم۔ تمھاری نارضامندی سے صرف یہ ہو سکتا ہی کہ وہ دوسرا لڑکا تلاش کریں گے
ایک غریب اولو کلن تھا تو خواہ وہ سید ہی کیوں نہو بھلا کاہیکو کرنے لگے۔ بیشک مجھے تم سے

ورساتھ ہی اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا چاہیے۔
سعیدہ۔ مین ایسے رسم ورواج کو پسند نہین کرتی مجکو اپنی اوستانی میم صاحبہ کا قول یاد ہی کہ آدمی آزاد ہی اوسکو اپنا ہر ایک کام آزادی سے کرنا چاہیے۔
نعیم۔ کیا تمنے کسی میم سے تعلیم پائی ہی؟
سعیدہ۔ ہان مس پالی نام ایک نوجوان مشنری لیڈی نے لکھنؤ مین مجھے ابتدائی انگریزی وغیرہ کی تعلیم دی ہے۔
نعیم۔ تو تم انگریزی پڑھی ہو؟
سعیدہ۔ انگریزی تو مجھے نہین آئی رومن البتہ پڑھ لیتی ہون۔ زیادہ تر مدرس پالی سے مجھے اپنے خیالات کی درستی کی ملی مجکو اونکی آزادانہ راے پسند ہی۔
نعیم۔ پیاری سعیدہ۔ تم مسلمان اور مسلمان کی لڑکی ہو تمھین ایسے خیالات رکھنا نازیبا ہین آزادی جس حد تک مناسب ہے اوسکی شرع بھی اجازت دیتی ہی لیکن خود مختاری خصوصًا عورتون کے لیے مناسب ہی نہین ہے اسلیے کہ اونکے خیالات بالکل محدود ما... وماَل سے بے پروا محض تفریح نفس پر مبنی ہوتے ہین۔ اسی سبب سے مسئلہ عورتون کے اختیار سے نکال لیا گیا ہی کیونکہ عورتین بات بات پر طلاق دینے کو تیار ہو جاتی ہین۔ اگر مرد تحمل نکرین تو خدا جانے کتنی ... بھرین۔ رہا کنواریون کا نکاح اوسکے واسطے ولی کا ہونا بہت ضروری ہی بہت احادیث ایسی مروی ہین کہ جنکا منشا یہ ہے کہ بغیر ولی کے نکاح ہی نہین ہوتا ... اپنے مذہبی احکام کو نگاہ رکھو۔ بیشک پیاری تمھاری خیالات کو ایک خودغرض ... پسند کرلیگا مگر مین اپنے فائدے کے واسطے تمھاری عصمت وعفت پر دھبہ لگانا نہین پسند کرتا مین چاہتا ہون کہ تم ایک صالحہ وعفیفہ خاتون بنو۔ یہ میری مقدر کی بات ہی کہ تم مجکو ملو یا نہین۔ حالانکہ یہ لفظ میرے لیے بہت سخت ہی مگر مین اپنی جان دیدینا

زبردستی اجازت لیا تو گر ... تا ترقی پا کر پڑ سکے

تیسرا باب

روک ٹوک

عشق کا زہر جتنا ہی جلد اثر کرتا ہی ویسا ہی جلد رسوا اور بدنام بھی کر دیتا ہی۔ بیصبری
وعجلت و بیقراری تو اس کو چپکے پیش رہین۔ ادہر طبیعت کسی سے لگی اور وصل کی ادہیڑبن
شروع ہوگئی۔ پھر اوسمین یہ ذرا خیال نہین کہ کیسکی بدنامی ہوگی۔ کوئی بیعزت ہو جائیگا۔
کیسکی ناموری مین بٹہ لگیگا۔ حضرت عشق کو تو اپنے کام سی کام ہی۔ سچ ہی حبك الشئی یعمی
ویصم۔ اندھے بہرے بھی تو اندازے کام کر لیتے ہین مگر عاشق جو کام کرتا ہی بے اٹکل
جو حرکت کرتا ہی غیر موزون جو بات کہتا ہے بے دور اندیشی۔ اوسکو صرف وصل یار کی
لگ جاتی ہی۔ وہ اوسیکو اصل اصول سمجھتا ہی اور کسیطرح ہو گھوم گھام کر یہی پہلو چلتا ہے
آہ! کسیکی کمند زلف کے تو گرفتار عقل و ادراک سے بالکل ہی بے بہرہ ہو جاتے ہین
ملنی نگاہ مین اچھا برا کچھ تمیز معلوم ہی نہین ہوتا۔ افسوس نگاہ جانان اور رخسار دلدار کی
بھی کیا بری چیز ہی۔ رات ہی تو یہی خیال ہی۔ دن ہی تو اسیکی فکر ہی۔ محفل مین ہین تو اسی کے طرح مین
خلوت ہی تو یہی تصور ہی۔ سچ ہی سے کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا۔

ناظرین کو ضروری واقفیت ہمارے ناول کے ہیرو نعیم اور اوسکی دلربا نازنین سعیدہ سے
ہوگئی اور ان دونون کی طبیعتون کا کسیقدر اندازہ بھی ملگیا ہی کہ کیا اور کیسے خیالات
نازنین [illegible] بہت کچھ مذہب و شرع کا پابند تھا اور بننا چاہتا تھا لیکن سعیدہ کی مزاج
آزادی کی ہوا سمارہی تھی اور خود مختارانہ کامون کی اوسی دھن سمائی تھی مثل مشہور ہے
[illegible] کیا چاہیے ؟ دو آنکھین الغرض نعیم کتنا ہی پابند شرع بلکہ صوفی بھی کیون نہوتا پھر بھی وہ
عاشق تھا اور کسی دلربا سے ملنے کا متمنی۔ اوسکو کوئی ذریعہ بھی ملتا وہ محبوبہ کی دید سے باز
آسکتا تھا۔ نوجوانی خصوصًا عشق و محبت کی اومنگ مین دل کا قابو مین رکھنا مشکل ہی نہین

غیر ممکن بھی ہے۔ پہلے تو نعیم کو سعیدہ کی حسن دلفریب کی اچھی طرح زیارت بھی نہوئی تھی لیکن
تب بھی باوجود اپنے تورع کے وہ بیباکانہ اوس سے ملنے کے لیے پھلواری مین چلا آیا تھا
اور اب تو ایک دوسرے سے مل اور اقرار محبت کر چکے تھے۔ جانبین کے خیالات کا اندازہ
مل گیا تھا اب کہین حضرت دل روکے رُکتے تھے۔

سعیدہ کے مالی کی لڑکی جانکی جوان دونون کے ملنے کا سبب و رراز دار تھی بہت کچھ
احتیاط کرتی تھی کہ انکا حال کسی پر ظاہر نہ ہو اور موقع و محل کی دیکھ بھال رکھتی تھی لیکن ابھی
درمیان مین نعیم اور سعیدہ مین محبت کے پینگ بہت کچھ بڑھ گئے تھے۔ دن بھر خطوط کی
بھرمار رہتی تھی۔ روز نہین تو تیسرے چوتھے ضرور ہی سعیدہ باغ جاتی تھی طرز و روش
مین بڑا فرق پیدا ہو گیا تھا۔ شکل و صورت مین تغیر عادات مین تبدیلی مزاج مین ایک
قسم کی محزونیت و کبیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اکثر خوش و فکر مین رہا کرتی اور گھنٹون خاموش
اداس بیٹھی رہتی۔

دو بہنین اور ایک بھائی بھی سعیدہ سے چھوٹا موجود تھا اسی وجہ سے مکان مین کسی کی
توجہ اسکی طرف بنظر تجسس نہ ہوتی تھی لیکن کب تک۔ جوان لڑکی کا دن پر دن اس طرح
خلاف عادت کام کرنا اور اکبارگی اس طرح متفکر و محزون ہو جانا کوئی معمولی بات نہ تھی
آخر اوسکی ماں کو اسکی فکر لگی اور وہ اس امر کے درپے ہوئی کہ کسی صورت سے اسکا سبب
دریافت کرے۔ لڑکی سے کچھ کہنا سننا یا پوچھنا بہت ہی نامناسب و رخلاف د ار
اسلیے اوسنے سعیدہ کی روزانہ حرکات کی دیکھ بھال شروع کی۔ یہان تو دل جیا تا ہے
نعیم بسمل ہو ہی رہا تھا لیکن کہین چین آنے والا تھا یا رازداری
تو نہ اسکا تو وہم بھی باقی نہ رہ گیا تھا صبر و استقلال رخصت ہو چکے تھے۔
سعیدہ کی چوٹ کا بھید کھلنے لگا۔ خصوصًا جانکی کی آمد و رفت اور اس سے گھنٹون گھل گھل کر
باتین کرنا پھوپھی سے صاف شک ہو گیا کہ کوئی چھپی ہوئی بات ہے۔

کوئی اور عورت ہوتی تو شاید جلدی سے معاملہ کو خراب کردیتی لیکن سعیدہ کی ماں بہت ہی ہوشیار تھی اوسے یہ فکر پیدا ہوئی کہ کسی طرح جانکی کی باتین سنیے - پہلے تو اوسنے دو ایک بار جانکی کو دھوکا دیکر سراغ لینا چاہا مگر اسمین کامیاب نہ ہوسکی تو وہ اس بات کی منتظر ہوئی چھپ کر جانکی و سعیدہ کی گفتگو سنیے - قاعدہ کلیہ ہے کہ آدمی جب کسی کام پر مستعد ہوجاتا ہے تو اوسے کرہی کے چھوڑتا ہے سعیدہ کی ماں نے جو اسپر کمر باندھی کہ اوسکا راز معلوم ہوجائے تو وہ یہ چال چلی کہ ایک دن سعیدہ کو سوتا دیکھکر اوسکا صندوقچہ اوٹھا لائی اور اپنے پاس کے گچھے سے ایک کنجی لگا کر کھولا اوسمین اوسکو ایک لفافہ ملا جسے کھولکر وہ بغور پڑھنے لگی چونکہ وہ قرآن مجید کا ترجمہ وغیرہ پڑھی تھی اس وجہ سے جلی قلم کا لکھا ہوا خط دیکھکر اوسنے زور لگا کر پڑھا -

میری پیاری سعیدہ

اب تو انتہا ہوچکی دل نہین مانتا - کبتک کوئی صبر کرے - آجتک تمنے کسی سے کچھ کہا اور نہ آیندہ امید پائی جاتی ہے تو گویا تمھین میرا قتل ہی منظور ہے - یہ چوری چوری کی ملاقات کبتک ہوگی اسمین تو سواے تردد کے کچھ لطف نہین ہے - اب مجھسے ضبط نہین ہوسکتا اگر اور کچھ تدبیر کارگر ہونیکی امید نہین ہے تو پھر وہی کیون نہ کرو جو تمھاری اور میری راے ہے مین ہر طرح تمھارے واسطے حاضر ہون - اور انشاء اللہ باوفا ثابت ہونگا مگر آیندہ وقت مین ضرور خوف افشا کا ہے خدا کے واسطے ایک ایسے مستقل سے اطلاع دو

تمھارا شیدا - متین -

آزادی کی ہوا لگتے ہی اس سن رسیدہ عورت کے اوسان خطا ہوگئے اور وہ سمجھ گئی کہ کیا جا سکنے والا ہے لیکن وہ سخت متحیر تھی کہ متین کون شخص ہے اسلیے کہ بھائی برادری تھی یا ان سے واقف بھی اور باہر کا کوئی شخص متین نام بستی مین نہ تھا - ایسا اوسکو خیال پیدا ہوئی کہ سب سے پہلے وہ کاتب کا پتہ چلا دے مگر اسکے متعلق اوسکی کوئی کارروائی

گر نہوئی کیونکہ اوسنے تمام صندوقچہ کئی بار دیکھا لیکن اور کوئی خط وغیرہ نہ ملا۔ آخر مجبوراً
سنے خط کو اپنے پاس رکھ لیا اور صندوقچہ بند کرکے جہاں سے لائی تھی وہاں رکھ آئی۔
جب یہ بڑھی عورت اس طرح سے صندوقچہ کا جائزہ لے رہی تھی اوسی وقت جانکی آکر سعیدہ کے
س جا پہونچی تھی۔ سعیدہ جگ پڑی تھی اور دونوں میں باتیں ہو رہی تھیں۔ سعیدہ کی ماں
ندوقچہ رکھ کر ایک پردہ کی آڑ سے انکی گفتگو سننے لگی۔
یدہ۔ ہاں جانکی تو آج آوینگے۔؟
کی۔ ضرور صاحب۔ اور مین نے وہی بندولبست کر دیا ہی۔
یدہ۔ آج تو وہ خوب چال چلے۔ بڑی دور کی سوجھی۔
کی۔ کیا۔؟
یدہ۔ اپنا نام اولٹ پلٹ کر لکھا ہی۔ مگر ایک بیوقوفی کی ہی کہ میرا نام جیون کا تیون
دیا۔ خیر۔ آج دونون آدمی ملکر کوئی نام تجویز کر لین گے۔ بھلا جانکی اب کبتک یون ہی
ی چوری ملا کرینگے۔
کی۔ سرکار یہ باتین تو آپ جانین۔ مین کیا بتاؤن۔ بیوی صاحب سُن لین تو مار ہی
ین۔ میری تو جان نکلتی ہے۔
یدہ۔ دیکھو خوب رازداری سے کام لینا اب مین عنقریب کوئی بندولبست کرنیوالی ہون
بیفکر ہو جاؤنگی تو تمکو معقول انعام دونگی۔
کی۔ حضور آبرو بچ جائے یہی بڑی بات ہی۔ ہم مزدور آدمیون کو ذرا مین عیب لگجاتا ہی۔
یدہ۔ اچھا اب تم جاؤ مین اماں سے اجازت لیکر آٹھ بجے آؤنگی۔
کی۔ بہت اچھا۔
جیسے ہی جانکی نکل کے جانے لگی سعیدہ کی ماں کسی حیلہ سے سعیدہ کے پاس گئی۔
ان کے اس طرح اکبارگی آجانے سے بہت گھبرائی لیکن بات بنانے کو بولی۔ اماں

میری طبیعت آج بہت گھبراتی ہی ذرا پھلواری جانے کی اجازت دیدیجئے
مان - کیا اِسی وقت جاؤ گی؟
سعیدہ - نہین اسوقت تو نہین بعد مغرب -
مان - اچھا مین بھی چلونگی بہت دنون سے گئی نہین ہون - جانکی کو بلا کر کہے دیتی ہون
سعیدہ - (گھبرا کر) نہین مجھے تنہا اجازت دیجیے -
مان - کیون کیا میرے چلنے مین کچھ ہرج ہی؟
سعیدہ - مجھے آج کل دوران سر زیادہ رہتا ہی اسواسطے اکیلے دل بہلانا چاہتی ہون
مان - جوان بہو بیٹیان یون اکیلے نہین سیرین کیا کرتین - تمھارا کنوارا پنہ ہی مین ضرور ساتھ چلونگی - رات کا وقت باغ کا واسطہ خدا جانے کیسا پڑے -
سعیدہ - اچھا تو آپ کے اطمینان کے لیے جانکی کو ساتھ لے لونگی -
مان - وہ بیوقوف مالن کی لڑکی کیا جانے کہ اچھا بُرا کسے کہتے ہین - نام خدا تم جوان ہوئی ہو - کچھ اچھی بُری پڑے تو تمام دنیا مجھکو تھوکے گی -
سعیدہ - اچھا بُرا کیا پڑا جاتا ہی - خدا جانے آپکا کیسا عقیدہ ہی - ہندوستانیون مین یہی تو خرابی ہے -
مان - کیون بیٹی میرے عقیدے کو کیا ہوا اچھا خاصہ مسلمانون کا سا عقیدہ ہی اللہ ایک محمد برحق - اور کیا چاہیے - تم تو میم سی پڑھ کر ایسی بے ڈر ہو گئی ہو کہ کسیکا کچھ لحاظ ہی نہین ہندوستانی کیا تم نہین ہو جو طعنہ دیتی ہو - خدا کی شان ہمارے پیٹ سے پیدا ہو کر ہمین اور ہمین کو بیوقوف بناتی ہو -
سعیدہ - (سہمکر) تو پھر مین نہ جاؤنگی - اسمین تو آپ کی خوشی ہی -
مان - نہین چلو اور مین بھی چلون -
سعیدہ - یہ تو نہوگا -

ماں - پھر تم بھی نہ جانے پاؤگی اور سن رکھو کہ بھول کے کبھی میری پوچھے بغیر کھڑکی سے باہر قدم نہ رکھنا نہیں تو پیر توڑ ڈالونگی مجھے یہ خود رائی بھلی نہیں معلوم ہوتی - دیکھو آج ہی حیدرآباد کو خط لکھاتی ہوں کہ کہیں تمھارا گور گڑھا کردیں نہیں تو تم مجھے بدنام کروگی -

بڑے طیش میں یہ الفاظ کہکر سعیدہ کی ماں اوٹھ گئی اور سعیدہ پیچ و تاب کھاکر رونے لگی دیر تک سسکیاں لینے کے بعد وہ سوچنے لگی کہ کیا وجہ ہوا اور کیوں ماں اس طرح ناخوش ہے بہتیرا غور کیا مگر کچھ سبب سمجھ میں نہ آیا آخر گھبرا کر اوٹھی کہ ایکبار اور بھی نعیم کا خط پڑھ لوں لیکن صندوقچہ کھولتے ہی ہاتھ کے طوطے اوڑ گئے - آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا اور منھ ایک آہ کے ساتھ نکلا ہائے افسوس راز فاش ہو گیا - یہی سبب ہے کہ اماں جان کے تیور پھرے ہیں - خوب یاد آیا اسی کے ساتھ کا اونکا صندوقچہ بھی ہے اوسکی کنجی لگ گئی ہوگی غضب ہی بات ہے - افسوس میں ماری پڑی - مگر غنیمت ہے کہ اوسکا نام نہ معلوم ہوگا - اسکے بعد اوسکو یہ فکر لگی کہ کسیطرح جانکی کو اس واردات کی اطلاع دیدی مگر موقع نہ ملتا تھا لیکن خدا اکو بھی کچھ دنوں پردہ ڈھکا رکھنا منظور تھا کہ وہ کسی ضرورت سے مکان میں آئی سعیدہ کی ماں عصر کی نماز پڑھتی تھی اور اوسکی عادت تھی کہ دیر تک وظیفہ پڑھا کرتی تھی اس وجہ سے سعیدہ کو کافی وقت جانکی سے گفتگو کا ملگیا -

اوسنے مفصل کیفیت جانکی سے بیان کرکے کہا کہ کسی طرح نعیم کو بھی اطلاع پہونچا دے اور ایک سوز و گداز سے بھرا خط اس مضمون کا لکھکر اوسکے حوالہ کیا -

آرام دل بیقرار پیارے نعیم

افسوس - قسمت برسر جنگ ہے - جو تدبیر کیجاتی ہے اولٹی پڑتی ہے - بد قسمتی سے تمھارا خط والدہ کے ہاتھ لگ گیا وہ سخت ناراض ہیں - یہ دن محض تمھاری بدولت دیکھنا نصیب ہوا تمنے میرا کہنا نہ مانا اوسکی سزا ہے - ایسے ظالم ماں باپ کا اولاد پر کوئی حق نہیں ہوتا جو یوں تیغ ستم سے گلا کاٹنے پر تلے ہوں - واللہ اعلم اب کب تمھارا دیدار نصیب ہو - بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ

میرا کوئی غمخوار بھی نہین ہے- جانکی کی آمد و رفت اب مصلحتاً خود و کم کرا دونگی میری سمجھ مین نہین آتا
کہ دل کو کیا کہکر سمجھاؤن- شاید ابا جان کو خط لکھا جائیگا- مگر مجھے اسکا کچھ غم نہین ہے جو ہوگا ہو رہیگا
اب تو تم پر جان فدا کرنے کو تیار رہی ہون- چونکہ بالفعل اسمین مصلحت ہے کہ تمھاری آمد و رفت
ہو لہذا جبتک مین موقع سے تمھین اطلاع نہ دون بھول کر بھی قصد نکرنا لکھنے کو تو مین نے
لکھ دیا ہے لیکن آہ دل کو کیا سمجھاؤن- خیر- خدا مددگار ہے- مین نے جو وعدہ کیا ہے
اوسکی تدبیر سے غافل نہین ہون- تم جو کچھ کرنا سمجھ بوجھ کے کرنا- دیکھو دنیا مین یہ ازدواج
مشکل سے ملتا ہے- خدا تمھین اپنے حفظ و امان مین رکھے زیادہ تحریر کا وقت نہین ہے

برگشتہ جگر و قتیل ظلم سعیدہ

چوتھا باب

نیلا لفافہ

پچھلے باب کے واقعات کو قریب دو مہینے کے گذر گئے- بلاکشان ہجر و محبت نعیم و سعیدہ پر
جنون عشق کی عنایت رہی روز و شب نالہ و فریاد سے کام تھا- خصوصاً غریب نعیم تو دنیا ہی سے
گذر گیا- ملک بیگانہ مین نہ کوئی یار نہ مددگار نہ کوئی انیس و غمخوار- تمام بکھیڑے ضروریات
کے سب اپنے سر تھے اب سعیدہ کو دل دیکر پچھتے سے وہ سب معطل تھے جس عاریتی مکان
مین مقیم تھا اوسکے کیواڑ ہر وقت بند رہتے تھے- نوکر نے کھانا پکاکر کھلا دیا تو کھا لیا ورنہ بھوکا
بیٹھا رہگیا- مدرسہ کی آمد و رفت ترک ہی ہو چکی تھی- پلنگ پر پڑے پڑے اچھا خاصہ مریض
ہوگیا تھا- بدن تو یون ہی منحنی سا تھا اب اور بھی لاغر ہو گیا- نہ غسل کی فکر تھی نہ تبدیل لباس کا
خیال تھا- نہ سیر و تفریح کو اوٹھتا تھا نہ کسی دوست آشنا سے ملتا تھا- اگر کوئی بیچارا بنکر خود
چلا آیا تو علیک سلیک کرلی ورنہ کچھ مطلب نہین- سعیدہ کے باغ مین بردی آدمیونکی
قطعی ممانعت ہو چکی تھی وہان گذر دشوار تھا اب سواے اسکے اور کیا تدبیر تھی کہ اپنے

کلبۂ احزان مین بیٹھا ہوا گریبان چاک کیا کرے۔
خط و کتابت جو کچھ تسکین دہ دل بیمار تھی اوسکا سلسلہ بھی مسدود ہو جانے سے اور بھی وحشت دن بدن ترقی کرتی جاتی تھی بعض احباب نے علاج و معالجہ کی کوشش کی مگر بے سود۔ سے مرض بڑھتا گیا جیون جیون دوا کی۔ جسدن کا ہم ذکر کر رہے ہین صبح کا وقت تھا آفتاب نکلکر بلند ہو چلا تھا سنہلی کرنین سبزہ زارون پر پڑنے لگی تھین شبنم کے قطرے ہوا کے جھونکون سے برگ گل کے نثار ہو ہو کر زمین پر گر رہے تھے۔ معشوقان بے وفا کے انتظار کرنے والے انقطاع امید سے آہ و واویلا مین مصروف ہو گئے مسکراتی ہوئی کلیان کسی غمگین چہرے کی طرح پژمردہ ہو ہو کر نیرنگی زمانہ پر حسرت و افسوس کے ساتھ نظر کر کے آیندہ مصیبت پر دل چاک ہو رہی تھین۔ وہ پریشان طناز جو رات بھر کسی شراب محبت کی متوالی لطف صحبت اوٹھایا کیے تھے تھک کر نیندین لینے لگے تھے۔ مریدان پیر مغ کا حلقہ درہم و برہم ہو چکا تھا۔ جام و صراحی اولٹے پڑے تھے۔ جام پر جام لنڈھانے والے فرش خاک پر پڑے ہوے تھے۔ وہ دھانی دوپٹہ جو کسی کے گلابی گلابی رخسارونکا بڑھ بڑھ کر بوسہ لیا کرتا تھا کروٹین بدلنے سے پہلو کے نیچے آ گیا تھا۔ اور ہمارا تو گرفتار عشق نعیم اپنی محبوبہ دلنواز کی یاد مین سسکیان بھر رہا تھا۔
دفعتہً دروازہ پر کسی نے آواز دی آدمی نے بڑھکر کھول دیا کھولے اور پکار نیوالا جو جانکی (مالن) تھی اندر داخل ہوئی چوکھٹ کے پار قدم رکھتے ہی جانکی نے کنڈی دے لی جسجگہ نعیم بیٹھا تھا سیدھی وہین آکر ٹھہری۔ نعیم جانکی کو دیکھتے ہی خوش ہو گیا اور بڑی عجلت سے پوچھا
نعیم۔ جانکی کہو میری پیاری سعیدہ تو اچھی ہے ؟
جانکی۔ ہان حضور اچھی ہین۔
نعیم۔ دیکھو اونکی جدائی مین میرا کیا حال ہو رہا ہے کسی طرح دل کو قرار ہی نہین آتا۔ دو مہینے ہونے آئے اونسے ملنا نصیب نہین ہوا اور تم نے بھی بیمروتی اختیار کر لی آٹھ آٹھ دن رستہ

دیکھتے گذر جاتے ہین اور تمھارے قدم نہین آتے۔

جانکی۔ کیا کرون میان۔ مین بھی اپنی آبرو کو ڈرتی ہون بوی صاحب کو سب حال معلوم ہوگیا۔

نعیم۔ سب حال۔ یہ کیونکر اسلیے کہ سوا اوس خط کے کوئی ثبوت اونکے پاس نہین ہے۔

جانکی۔ ایک نام تو آپکا نہین معلوم ہے باقی سب حال معلوم ہے شاید اونھون نے مجکو باتین کرتے سن لیا۔ آپکے نام پر بھی اونکو شبہ ہی۔

نعیم۔ پھر اونھون نے کیا کیا؟

جانکی۔ حیدر آباد کو لکھ بھیجا۔

نعیم۔ حیدر آباد مین کون ہی؟ اور خط کسنے لکھا سب پر ظاہر نہ ہو جائیگا۔

جانکی۔ ہادی حسین میان حیدر آباد ہی مین تو ہین۔ پہلے لکھنؤ مین ڈپٹی تھے پھر حیدر آباد کی توا[illegible] بلا لیا۔ خط اونکے بیٹے نے لکھا ہی۔

نعیم۔ ارے محمد احمد نے لکھا ہی؟ کیا لکھ لیتا ہی۔

جانکی۔ یہ تو مین نہین جانتی کہ لکھ لیتے ہین یا نہین مگر لکھا احمد میان ہی نے ہی۔

نعیم۔ ہان اچھا بُرا لکھدیا ہوگا مگر کچھ معلوم ہوا کہ شیخ صاحب نے کیا جواب لکھا۔

جانکی۔ جواب بھی آگیا اور کسی ترکیب سے چھوٹی بی بی کے ہاتھ بھی لگ گیا۔

نعیم۔ کچھ کہتی تھین کہ کیا لکھا ہی؟

جانکی۔ مجھسے تو کچھ صاف نہین بتایا۔ مگر آپکے پاس وہی خط لیکر مجھے بھیجا ہے۔

نعیم۔ کہان ہی؟ لاؤ!

جانکی۔ (ایک نیلا لفافہ دیکر) لیجیے

نعیم۔ (لفافہ سے خط نکالکر) اوہ! اتنا بڑا خط ہے۔

جانکی۔ جی ہان۔ اور زبانی بھی ایک بات کہی ہی۔

نعیم۔ ٹھہرو مین خط پڑھ لون۔ (پڑھنے لگا۔)

سعیدہ کی ماں کو

سلام کے بعد معلوم ہو کہ خط تمہارا آیا کیفیت مندرجہ سے مطلع ہوا۔ مین اس عرصہ مین ورنگل کی طرف تبتقریب دورہ گیا ہوا تھا اسوجہ سے تحریر جواب مین ذرا تاخیر ہوئی۔ علاوہ اسکے جواب بھی سوچ سمجھ کر دینا تھا اس سبب سے بھی کچھ دیر ہوگئی۔ سعیدہ کی نسبت کے بارہ مین مین نے تمھین کئی بار لکھا لیکن تم خود ہی نہین مانتی ہو آج کل کرتی چلی جاتی ہو۔ آخر اوس غفلت و سہل انگاری کا نتیجہ تمنے اپنی آنکھون دیکھ لیا مجکو ابھی دو تین مہینے رخصت نہین ملسکتی۔ شروع ایام گرما مین چار مہینے کی رخصت لیکر آونگا اوسوقت اِس کام سے فراغت کرلونگا۔ کریم الدین صاحب دریابادی جنکے یہان سے پہلے بھی پیغام آیا تھا بالفعل بلدہ مین ہین پرسون اونھون نے خود مجھ سے درخواست کی تھی لڑکا اونکا عربی و فارسی و انگریزی سب پڑھا ہی اور رہا راجہ بلرام پور کے علاقہ مین تحصیلدار ہی میرے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی موقع نہ ملیگا بشرطیکہ تم بھی منظور کرو۔ کریم الدین صاحب عنقریب اپنے مکان آونگے اگر تمھین ایسی ہی عجلت ہو تو میرے انتظار کی ضرورت نہین ہے ضروری سامان کرکے فراغت کرلو۔ غلہ و کپڑا اور برتن یہ تو گھر ہی مین موجود ہے۔ زیور بھی کچھ بن چکا ہی ایکہزار روپیہ کے نوٹ اور روانہ کرتا ہون جو چیزین باقی ہون اسمین انتظام کرکے نکاح کردو۔ خدا بخشے مہدی مرحوم کی ہٹ سے مین نے اسکو میم کے سامنے ہونے دیا۔ افسوس کہ مہدی تو ہمین داغ دیکر چل بسے اور اونکے پیچھے بہن نے یہ کرتوت کیے۔ خیر جو منظور خدا تھا ہوا۔ حتی الوسع کسی پر یہ بات ظاہر نہ ہونے پاوے ورنہ خاندان کی ناک کٹ جاویگی۔ بھائی برادری مین بھی سعیدہ کی آمدورفت قطعاً بند کردو اور ضرورت سمجھو تو ہنو مان مالی کو بھی موقوف کردو کوئی اور آدمی رکھ لیا جائیگا جواب سے جلد اطلاع دینا نگرانی رہے فقط محمد ہادی حسین عفا اللہ عنہ۔ از حیدرآباد دکن یوم جمعہ

خط ختم کرکے نعیم نے سر جھکا لیا دیر تک متفکر و خاموش رہنے کے بعد اوسنے اس تحریر کو جو اوسکے رنج دہی کا باعث تھی ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور جانکی سے پوچھا " ہان اودو زبانی

کیا کہا ہے،،
جانکی - (نوکر کی طرف اشارہ کرکے) علیحدہ چلیے -
نعیم - نہیں کچھ ضرورت نہیں امیر جانتا ہی - یہ بڑا وفادار ہی اگر دل وجان سے محنت و کوشش
نا تو میری زندگی کے لالے پڑ جاتے -
جانکی - حضور کو بلایا ہے -
نعیم - ابھی - ؟ کیا چلوں - ؟
جانکی - نہیں سورج ڈوبے بلایا ہے -
نعیم - تو کیا تم پھاٹک کھولدو گی - ؟
جانکی - پھاٹک کھولنے کی ضرورت نہیں ہی -
نعیم - کیوں -
جانکی - باغ میں نہیں اوس طرف وہ جو باغ کے پیچھے قبرستان ہی وہاں بلایا ہی - مگر دو
آدمی اور بھی ساتھ لانے کو کہدیا ہی -
نعیم - دو آدمی -
جانکی - جی ہاں یہی کہا ہی کہ دو آدمی کہدینا وہ سمجھ جائینگے -
نعیم - قبرستان تو مکان سے دور ہے وہاں تک کیسے آسکینگی -
جانکی - کوٹھے پہ جو کمرہ ہے اوسکی کھڑکی سے زینہ لگا کر اوتر آوینگی وہاں سے کوئی دو تین
کھیت ہے - بڑی بی کو اطمینان ہی کہ اوس کمرہ میں رہنے سے کوئی کھٹکا نہیں ہے زیادہ
جانچ پڑتال بھی نہو گی -
نعیم - (دیر تک غور کرنے کے بعد) اچھا میں سمجھ گیا تم جاؤ مغرب کے وقت میں قبرستان
میں پہونچ جاؤنگا -
جانکی - لیکن رات کو پکارینگے کیا کہہ کے -

نعیم- سعیدہ سے کہدینا کہ وہ تو مجھے معین کہکر پکاریگی اور مین سعدیہ کہکر اونکو آواز دونگا۔
باتانکی- مجکو یاد تو رہیگا۔ کسی پرزے پر لکھدیجیے۔
اس فقرے کے جواب مین نعیم نے ایک پرچہ پر "درد آج شام کو اوس حاطہ مین پیاری
سعدیہ کے پاس معین مع دو معتبر شخصون کے آونگا" لکھکر باتانکی کو دیا اور وہ لیکر چلتی ہوئی۔

پانچوان باب

مقبرہ

شاہ خاور دن بھر کی منزل طے کر کے سرخ سنہابی شال اوڑھ کر اپنا چہرہ چھپا چکا تھا
رات کی سیاہی پورب سے بڑھتی ہوئی آکر تمام آسمان پر پھیل گئی تھی۔ مسجدون مین اللہ اکبر کی
صدائین بلند تھین۔ ہمارا نوجوان نعیم اپنے ملازم امیر کو ساتھ لیے ہوے مکان سے نکلکر
قریب ایک مسجد مین گیا۔ تین رکعت نماز فرض اور دو رکعت سنت بشکل تمام ادا کرکے نماز یونکو
ادھر اودھر نگاہ دوڑا کر دیکھنے لگا۔ ایک بڑھا فقیر جو کہین دور کا رہنے والا معلوم ہوتا تھا نماز
پڑھ کر ایک چھوٹی سی گٹھری سنبھالکر مسجد سے نکلنے لگا۔ اسکو دیکھتے ہی نعیم نے اپنے
پاس بلایا اور علاحدہ لیجاکر پوچھا "آپ کہان سے آئے اور کہان جاتے ہین"
فقیر- بابا مین کچھوچھہ شریف سے آتا ہون پیران کلیر جانیکا ارادہ ہے۔
نعیم- کلیر کا عرس تو ہوچکا اب وہان کیا کام ہو؟
فقیر- مین عرس مین شریک ہونے نہین جاتا ہون۔ یون ہی سیر و سیاحت کرتا پھرتا ہون۔
نعیم- مکان آپکا کہان ہی؟
فقیر- پانی پت کرنال آپ نے سنا ہوگا۔
نعیم- اسم شریف-
فقیر- عبدالرحیم

نعیم - اگر کسی مسلمان آدمی کا کوئی کام آپکے لائق ہو تو کر دیجیے گا۔
عبدالرحیم - بسر و چشم - لیکن بڑی مشکل یہہ ہے کہ مین یہان ٹھہر نہین سکتا۔
نعیم - ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے آج ہی رات کا کام ہے
عبدالرحیم - رات بھر تو نہین دو ایک گھنٹہ ٹھہر جاؤنگا - چاندنی رات ہے اسوقت منزل چلنے مین بڑی آسانی ہو گی۔
نعیم - اچھا دو ہی گھنٹے سہی - کھانا تو کھا لیجیے گا۔
عبدالرحیم - نہین کھانا تو مین کھا چکا - مین سائل نہین ہون۔
نعیم - نعوذ باللہ مین سائل نہین کہتا ہون - معاف کیجیے - اچھا ذرا میرے ساتھ چلیے لیکن دیکھیے آپ کو اللہ و الاسلام کے ایک از ظاہر کرتا ہون کہین طشت از بام نہو۔
عبدالرحیم - کچھ ضرورت نہین ہے - مجھ سے راز نہ کہو جسقدر بتانا کام کے واسطے ضروری ہو وہ وقت پر بتا دینا چلو کہان چلتے ہو۔
بہرحال عبدالرحیم شاہ نعیم کے ہمراہ روانہ ہوا بستی کے باہر باغون اور کھیتون مین ہو کر راستہ کاٹتے ہوئے نعیم اور اوسکے دونون ساتھی ایک چار دیواری کے پاس پہونچے یہ کاغذی پختہ اینٹون کی قد آدم بلند دیوار تھی جو مدتون سے مرمت نہونیکی وجہ سے جا بجا سے شکست ہو گئی تھی - لمبی لمبی گھانس دیوار کے اوپر جمی ہوئی تھی اور اینٹون مین کائی اس طرح دوڑ گئی تھی کہ رنگ اینٹون کا معلوم نہوتا تھا - کہین کہین گارے مین لونا لگ جانے کی وجہ سے کسی مگسے زخم دل کی طرح دیوار شق ہو گئی تھی - اور اینٹین جھولی وا ادھری تھین - مختلف قسم کی وہ چڑیان جو عموماً ایسی جگہون مین رہتی ہین یہان گھونسلے لگائے تھین ایک مختصر سا دروازہ لگا تھا اور اندر چارون طرف صحن چھوڑ کر درمیان مین ایک اوسط درجہ کا گنبد تھا۔
صحن مین پختہ و خام بہت سی قبرین تھین جنمین سے بعض کا پلاسٹر اوکھڑ گیا تھا کسیکی

اینٹیں نکل پڑی تھیں کوئی دھنسی ہوئی تھی بڑے بڑے غار قبروں پر نظر آتے تھے سوراخوں میں
موذی کیڑے مکوڑوں کا مسکن تھا اور سب جگہ گھانس پھونس کوڑا کرکٹ پڑا تھا بعض بعض قبروں پر سنگین
سلیں بھی نصب تھیں جنپر کتبہ لگا ہوا تھا مگر سوا اسکے کہ مدفون کی چھاتی پر یہ سلیں
ایک پہاڑ کی طرح رکھی ہوئی تھیں اور کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ گرد مٹی اور کائی جم جانے سے
کتبہ پڑھا نہ جاتا تھا - ایک مہیب سناٹا تمام قبرستان پر طاری تھا اور سنسانی سے تیرگی
عالم کا عجیب بااثر فوٹو پیش نظر تھا -

گنبد جو بظاہر سب قبروں میں ممتاز تھا اوسکا بھی رنگ وروغن امتداد زمانہ کی نذر
ہوچکا تھا - اندر جو قبر تھی اوسپر اور نیز باقی فرش پر اور گنبد کے اوپر ابابیلوں اور کبوتروں کی
بیٹ سیروں پڑی تھی - جابجا ابابیلوں کے گھونسلے نکلے پڑے تھے - دیواروں پر کہیں کہیں
کوئلے سے لکیریں کھچی تھیں اور کہیں کچھ لکھا تھا جو بوجہ رات ہونے کے پڑھا نہ جاتا تھا -

نعیم نے عبدالرحیم کو یہاں لاکر ایک قبر کے پائیں بٹھایا اور خود اوٹھ کر ادھر اودھر کچھ
دیکھ بھال کے پھر آکر بیٹھ گیا - عبدالرحیم صوفی صاف طینت وبزرگ صاحبدل تھا - قبرستان
کی اس حسرتناک سینری کو دیکھ کر اوسکے آنسو گر پڑے اور نعیم سے کہا دیکھو میاں کیا
اللہ کی شان ہے ایک روز یہ لوگ بھی جوان جہان تھے - بڑی بڑی آرزوئیں - بڑی بڑی
تمنائیں دلوں میں تھیں خدا جانے کون ارمان نکلے اور کون نہیں نکلے - بہتیرے انمیں بچے
ہونگے بہتیرے جوان اور بہتیرے سن رسیدہ ہونگے - بڈھوں کو تو چھوڑ دو کیونکہ اونکو دنیا کے
مزے بہت کچھ حاصل ہوے ہونگے مگر آہ! اون حسرت نصیب جوانوں پر غور کرو جنکی
ہزاروں آرزوئیں دل ہی میں گھٹی ہونگی - کسیکو شادی کی امید رہی ہوگی - کوئی اولاد کی
آرزو کرتا رہا ہوگا - کوئی وصال یار کے پیچھے دلدادہ ہوگا مگر افسوس ایک موت نے تمام
تمناؤں کو خاک میں ملا دیا - کوئی نام لیوا نہ رہا - خدا جانے ماں باپ پر کیا گذری ہوگی بھائی
برادروں کو کیا قلق ہوا ہوگا - دیکھو اب یہاں کوئی بات پوچھنے بھی نہیں آتا - قبریں بھی دھنس کے

خندق ہوگئیں انسان کی زندگی حباب سے بھی بڑھ کر ناپائدار ہے۔ مگر آدمی کو ہوش نہیں آتا۔ سینکڑوں کو اپنے ہاتھوں گاڑ دیا مگر اپنے اوپر کبھی عبرت نہوئی جنکو پھول کی چھڑی نہ چھو جاتی تھی وہ ہزاروں من مٹی کے نیچے داب دیے گئے۔ شاہ و شاہنشاہ۔ فقیر و درویش عالم و جاہل عورت و مرد مومن و کافر کوئی بھی دست اجل سے نہیں بچا۔ جاے غور و مقام عبرت ہے کہ اس فرا سی بو دپر اتراتے پھرتے ہیں۔ خدا کی نافرمانی پر کمر باندھی ہیں کاش ذرا کی ذرا ہوش میں آتے۔ موت ہر وقت سب کے واسطے موجود ہے کوئی نہیں جانتا کہ کب جان نکل جائے اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ موت آگے پیچھے ایک دم کی مہلت ملنا نہیں ہے پھر بھی آدمی نیکی و نیکو کاری نکرے تو اوسکی کمبختی ہے اللہ فرماتا ہے اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ۔ بڑے ہی کمبخت ہیں وہ لوگ جنکو اپنے حساب کا خوف نہیں ہے۔ خصوصًا وہ لوگ جو بعث بعد الموت پر ایمان لاچکے ہیں۔ خدا رحم فرماے اور مسلمانوں کو ہدایت دے"

اِس لمبی چوڑی تقریر سے نعیم کی حالت بہت ہی پیچ و تاب کی ہوگئی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھ گیا اور ایک بیہوشی سی اوسپر طاری ہو چلی تھی مگر باہر سے معین کی آواز سنکر وہ چونک پڑا اور امیر و شاہ صاحب کو چھوڑ کر تنہا باہر نکلا۔ دروازہ کے پاس سعیدہ و جانکی موجود تھیں۔ جانکی کے پاس ایک گٹھری کپڑوں کی تھی اور ایک آہنی بکس پاس ہی رکھا ہوا تھا۔ نعیم کو دیکھکر سعیدہ نے کہا "پیارے کچھ آدمی موجود ہیں"

نعیم۔ کس لیے۔؟

سعیدہ۔ یہی اسباب اوٹھانے کے لیے۔ جیسا تمسے میں نے کہلا بھیجا تھا۔

نعیم۔ کیوں کیا ارادہ ہے؟

سعیدہ۔ بس یہی کہ کسی طرف چل دیں۔

نعیم۔ یہ تو بہت مشکل ہے۔

سعیدہ- یہ کیون؟ کیا تم اپنے عہد پر قائم نہین ہو؟
نعیم- مین عہد پر قائم ہون- جان دینے کو حاضر ہون لیکن اس خاص بات مین مجبوریان پیش ہین-
سعیدہ- کس وجہ سے؟
نعیم- کیونکہ افشاے راز کا خوف ہے اور درصورت افشا جان کی خیر نہین ہے-
سعیدہ- پھر؟ (متردد ہوکر)
نعیم- اندر چلو وہان جو راے ہوگی وہ کیا جاویگا-
سعیدہ- (کوئی آواز سنکے) کیا اندر کوئی اور ہے؟
نعیم- ہان میرے دو رازدار ہین- کوئی خوف کی بات نہین ہے تم اندر چلو تو-

نعیم کے اصرار سے سعیدہ اندر داخل ہوئی- صندوق بھی اوٹھا کر اندر رکھ لیا گیا اور دروازہ بند کر لیا گیا تقریبًا ایک گھنٹہ تک اندر سے کوئی آواز سنائی نہین دی اوسکے بعد عبدالرحیم شاہ "خدا تمھاری مدد کرے" کہتا ہوا نکلکر ایک سمت کو روانہ ہوگیا عبدالرحیم جانے کے بعد امیر وجانکی صندوق و گٹھری لیکر سعیدہ کے کمرے کی طرف گئے اور تخمینًا نصف گھنٹہ بعد پلٹ کر اونھون نے دروازہ کھلوایا-

اسوقت قریب ڈیڑھ پہر کے رات گذر چکی تھی نعیم و سعیدہ جو ابتک احاطہ قبرستان کے اندر تھے نکل آئے اور امیر وجانکی کے ہمراہ باتین کرتے ہوے چلے- مکان کے قریب پہونچکر نعیم سعیدہ سے رخصت ہوا اور چلتے چلاتے اوسکے نازک رخسارون کا بڑی گرمجوشی سے بوسہ لیا-

چھٹا باب

جدائی

بابر قلیم و تو دانی و دل غمخور یا بجنت بد تا بکجا میبرد آبشخور یا

زمانہ تو بات کہتے گزرتا ہی - دن ہوا رات ہوئی صبح شام دوپہر رات یہی ہوتے ہوتے
عمر عزیز کا بے بہا وقت گزرجاتا ہے اور سہو و سہل انگاری مین آج کل کرتے کرتے سیکڑون
کام ناتمام ہزارون وعدے بیوفا بہتیرے مقدمے بے انفصال رہجاتے ہین - زندگی
طلسم عجیب عجیب حیرت انگیز کرشمون سے پر ہے - بچپن - جوانی - بڑھاپا - حیات و موت
رنج و غم صدہا باتین ایک مختصر سی مدت مین آنکھون کے سامنے گزرجاتی ہین لیکن حضرت
انسان ہین کہ انکے کانون پر جون تک نہین رینگتی - روز بہتیری باتین دیکھتے ہین مگر عبرت
نہین ہوتی - غفلت و حرص تو انکے حصہ ہی مین پڑگئی ہے - ادھر تو ایک نامراد دنیا سے ہمیشہ
کے لیے رخصت ہوتا ہی اور ادھر عواقب کو مال و دولت گھر بار کی فکر پڑ رہی ہی - کوئی خزانہ
پہرہ مقرر کرتا ہی کوئی توشہ خانہ مین قفل ڈالتا ہی - کوئی زیور کا صندوقچہ قابو مین کیے ہے
غضب ہے کہ کوئی اپنی جان سے جاے اور یہ اپنی اپنی فکر مین لگین -

افسوس صد ہزار افسوس منہ سے تو مریض کو تسکین دیتے جاتے ہین اور دل مین
یہ خیال ہے کہ کہین جلد ختم بھی ہو - قبرستان مین جنازہ لیے بیٹھے ہین لیکن اسباب مال کی
فکر لگی ہے - چار دن کی زندگی کے واسطے کیا کیا بکھیڑے کرتے ہین اور یہ نہین معلوم کہ کل
ہوتا ہی وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا موت تو دنیا کا آخری مرحلہ ہے اور اسمین
ہر فرد بشر مجبور ہے اس سے قطع نظر کرکے جب ہم اون دو عاشق و معشوق کو دیکھین گے
جو ایک دوسرے پر جان دیتے ہین تو صاف صاف طور پر یہ عقدہ حل ہوجائیگا کہ انسان
سے بڑھکر کوئی غافل نہین ہے - ایک نگاہ دیکھ لینے اور کبھی کبھی صاحب سلامت ہوجانیکا
موقع جو خدا جانے کن کن مرحلون کے بعد ملتا ہے اوسکو غنیمت نہین سمجھتے اور نہ اسکی
قدر کرتے ہین - آیندہ وعدون اور اقرارون پر اس طرح ٹال ٹول ہوا کرتی ہی کہ گویا ابد الآباد
تک یہی موقع حاصل رہیگا -

آہ! ہم اپنے ہیرو نعیم کی اوس حسرت و افسوس جانگدازی کا کیونکر بیان کرین جو اوسکو

انی ایسی ہی غفلت پر
پیا نی محبوبہ دلنواز سعیدہ سے
رخصت ہو رہا تھا۔ آف! کس بلا کی رات گی۔ کس امید پیار اور کسکے ۔ واللہ اعلم اسوقت ان
دونون کے دلون پر کیا گذری ہوگی۔ ایسی بیہ... جبکہ نعیم کو شان و گمان بھی نہ تھا
اوسکے مکان سے خط آیا کہ تم فوراً بلا توقف ساعتے چلے آؤ۔ اس طلبی سے بیچارے کی
نہ صرف صدہا آرزوؤن ہی کا خون کر دیا بلکہ اوسکی زندگی کو تلخ و ناگوار کر دیا۔

باپ کی سخت بیماری کا حال لکھا تھا اور مکرر سہ کرر جلد آنیکی تاکید تھی۔ جوش خون خوامخواہ اس
امر پہ مجبور کر رہا تھا کہ جیسی بنے کل کے پہونچتے اسوقت پہونچ جاؤن اور اوس عازم سفر آخرت کو
ایکبار دیکھ لون جسکی بدولت جامۂ ہستی ملا ہے۔ آہ اسوقت نعیم عجیب کشمکش مین تھا جوش خون
اگر اس بات پر آمادہ کر رہا تھا تو زخمی دل اور سینۂ سوزان کا یہ اشارہ تھا کہ در جانان کو نہ چھوڑ
لیکن چارۂ کار سوا اسکے کیا تھا کہ باپ کو دیکھنے جاسے کیونکہ درصورت نجانے کے علاوہ
اسکے کہ جوش خون نہ مانتا تھا دارین کی روسیاہی بھی تھی۔ آخر اس حیص بیص کا نعیم نے یہی
فیصلہ کیا کہ سعیدہ سے اجازت لیکر وطن چلنا چاہیے۔ کیونکہ بشیر احمد بیمار ہوکر خیر آباد آگیا تھا
اسیکی معرفت جانکی کو مفصل کیفیت سے اطلاع دی اور اگلے دن صبح صادق کیوقت
سعیدہ کے پاس گیا۔ سعیدہ اس کبارگی کی جدائی سے نہ پریشان ہی تھی بلکہ اوسکا دل
بیٹھا جاتا تھا بار بار آہین بھر کے کہتی تھی "پیارے نعیم اب کب تمھارا دیدار نصیب ہوگا۔
ہائے میرا دل تو نہیں مانتا" اور نعیم کا یہ حال تھا کہ روتے روتے آنکھین سرخ ہوگئی تھین
آنسوؤن سے اچکن تر تھی۔ سعیدہ کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے سسکیان بھرتا تھا اور
اوسکے گل رخسار کے بوسے لیتا جاتا تھا۔

دیر تک یہی کیفیت رہنے کے بعد سرخی کی دھاریان افق مشرق سے بلند ہوتی
دیکھ کر نعیم بولا "اچھا پیاری اب رخصت ہوتا ہون خدا چاہیگا تو پھر ملین گے"
سعیدہ۔ میرے دل کو کیا سمجھائے جاتے ہو۔ ہائے تم ایسے بیمروت ہوگئے یون یکبارگی

تمھارا جی اوکتا گیا - ہر گزرتا ہی - دن ہوا رات ہوئی صبح شام دوپہر ا
نعیم - پیاری مین مجبور ہو جاتا ہے اور سہو و سہل انگاری نہین آج والد کا وقت بہت نازک
مین تو یہ بھی کرسکتا ہون کہ نہ جاؤن بہتر سے مقع پہ ہیں ہون مگر کیا تم اپنے دلدادہ عاشق کی
روسیاہی منظور کرسکو گی -
سعیدہ - نہین پیارے مین منع تو نہین کرتی لیکن افسوس کلیجہ ملا جاتا ہی - دل اور دل کے
ساتھ ہی آس بھی ٹوٹی جاتی ہے - ہائے کسی طرح قرار ہی نہین آتا -
نعیم - (سعیدہ کے چہرہ کا بوسہ لیکے) اے میری دلربا دل کو سمجھاؤ تسکین دو - ہمت کرو
خدا مدد کریگا -
سعیدہ - آہ ! سمجھانے سے مان بھی تو جائے - اللہ جانے کیا ہونیوالا ہی - خدا تمھین
سلامت رکھے نہ معلوم پھر بھی تمھاری دیدار نصیب ہوگی یا نہین -
نعیم - پیاری اس طرح ناامید مت ہو زندگی ہی تو پھر ملین گے - آہ تمکو میرے دل کی خبر ہی
نہین کہے -
سعیدہ - پھر ملین گے ابھی معلوم ہو جاتا تو بھی جی کو سمجھا لیتی - اتنا بڑا سفر اور یہ جدائی
خدا جانے مجھ پر کیا بیت جائیگی زمانہ و تقدیر بھی مان باپ کی طرح مجھ سے پھرے ہین تمھارے
بعد کیا جانے کس آفت مین مبتلا ہون -
نعیم - انشاءاللہ مین بہت جلد واپس آجاؤنگا گھبراؤ نہین - اپنے دل کو تسکین دو نہین تو
تمھارا خیال مجھے خون کے آنسو رلائیگا -
سعیدہ - پیارے مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے چلو - لونڈی بنکر تمھارے یہان رہنا یہان کے
چین و آرام سے ہزار درجہ بڑھ کر ہی - کیون کیا کہتے ہو ؟ اسیوقت تیار ہون -
نعیم - جانمن ! یہ تو کچھ مشکل نہین ہے لیکن معلوم نہین کہ مجھے مکان پر کیا پیش آوے والد کا
کیا حال ہو یہان کے لوگ میرے بعد کیا کارروائی کرین ان سب صورتون مین تمھاری

تفضیح ہو گی۔
سعیدہ۔ پھر آخر میں یہان کیا کرونگی۔ کس امید پر اور کسکے سہارے پر رہونگی؟
نعیم۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور اوسی کے آسرے پر رہو۔ اپنا کام اوسکی مرضی پر چھوڑ دو وَمَن
یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ خدا مدد کریگا۔ وہی دردمندون کا طبیب ومریضون کا شافی ہے۔
جامع المتفرقین اوسیکا نام ہے۔ وہی جدا کرتا ہے وہی پھر ملا دیگا۔
سعیدہ۔ ہائے میری تو تسکین نہیں ہوتی۔ اے اللہ کیا کرون۔
نعیم۔ ایسا نہ ہو کوئی بڑی سی بڑی مصیبت ہو آدمی انگیز ہی کر لیتا ہے۔
سعیدہ۔ تمھارے نزدیک یہ کوئی مصیبت ہی نہیں ہے۔ افسوس ساری زندگی کی امیدونکا
تمھین پر دارومدار ہے تمھارے سوا کوئی غمخوار و دلدار نہیں ہے۔
نعیم۔ اب بہت دیر ہو چکی لوگ تمکو مکان میں نہ دیکھین گے تو شبہ کرینگے بس اب ہنسی
خوشی مجھے اجازت دو۔
اسکے جواب میں سعیدہ بے اختیار چیخ مار کر نعیم سے لپٹ گئی اور خوب جی کھول کر
رو دی۔ گلابی گلابی رخسارے وفور غم سے زرد ہو رہے تھے۔ آنکھونکا سرمہ آنسوؤن کے ساتھ
گالون پر بہہ کر چہرہ کی عمزدگی دکھا رہا تھا۔ بالون کی لٹین کھُل کر پریشان ہو گئی تھین اور پیشانی
زلف شبگیر کی سیاہی میں چھپ گئی تھی۔ دھانی رنگ کا دوپٹہ جو روتے پیٹتے میں سر سے
گر پڑا تھا زمین پر پڑا ہوا پامال ہو رہا تھا اور سعیدہ مجنونون کی طرح نعیم سے لپٹ لپٹ کر رو رہی تھی
بڑی دیر تک رونے دھونے کے بعد جانکی کے سمجھانے سے بمشکل عاشق و معشوق جدا ہوے
نعیم تو منزل مقصود پر جانے کے لیے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا اور سعیدہ ایک
خندق کی طرف سے ایک خام زینہ پر ہو کر جو خفیہ اسی غرض سے تیار کیا گیا تھا اپنے کمرے کے
اندر داخل ہوئی۔ لیکن اوسکی نگاہ نعیم پر لگی ہوئی تھی اور ہچکیون کا تار بندھا ہوا تھا۔
معشوقہ سے رخصت ہو کر نعیم بادیدۂ گریان و دل بریان اپنی فرودگاہ پر والیس آیا۔

امیر نے ناشتہ پکا کر سواری وغیرہ کا بندوبست کر رکھا تھا۔ کہار قفس پہ پچھونا بچھا رہے تھے
نعیم نے ایک کوٹھری مین جاکر اسباب جو چھوڑ جانے کے واسطے رکھا گیا تھا دیکھا اور اطمینان
کرکے بجبر دل کو تسکین دی اور یار واحباب سے رخصت ہوکر سوار ہوگیا۔

قفس بستی کے نکاس ہی پر پہونچی تھی کہ پیچھے سے امیر نے جو آہستہ آہستہ آتا تھا آواز دی
"ذرا سواری روکنا،، اس آواز کے ساتھ ہی کہارون نے قدم روک لیے نعیم گھبرا کر پیچھے دیکھنے لگا
اتنے مین امیر دوڑتا ہوا آپہونچا اور بولا" حضور جانکی آتی ہی کچھ کہے گی،،

نعیم۔ مجھ سے۔؟

امیر۔ ہان حضور۔

نعیم۔ اچھا تو باہر چل کر ٹھہرنا چاہیے یہان لوگون کی آمد و رفت ہی اسلیے مناسب نہین ہی۔

امیر۔ بہت بہتر۔

پھر قفس اٹھائی گئی اور چند گلیون مین گھومتی ہوئی قصبہ کے باہر پہونچی۔ آبادی سے چند قدم
ہٹ کر ایک باغ تھا جسکے گرد بیاور کے بڑے بڑے درخت لگے تھے انکی آڑ مین قفس رکھ کر
کہار نعیم کا اشارہ پاکر ہٹ گئے۔ جانکی بھی ہانپتی کانپتی آئی اور ایک سفید رومال مین کوئی چیز
بندھی ہوئی نعیم کو دیکر کہا دیہ تحفہ آپ کو دیا ہی۔

نعیم۔ اسمین کیا ہی؟

جانکی۔ مجھے معلوم نہین ہے۔ آپ کے چلے آنے کے بعد روتی ہوئی کمرے سے نیچے اوترین
اور ماما کو بھیجکر مجھے بلا بھیجا مین نے پوچھا بھی کہ کیا ہی مگر کچھ بتایا نہین۔

نعیم۔ کوئی خط وط تو نہین دیا۔؟

جانکی۔ ہان ایک کاغذ دیا ہی۔

نعیم۔ لاؤ دیکھون۔

جانکی۔ (خط دیکر) مجھے دیر ہوتی ہی اب جاتی ہون۔

نعیم۔ (خط کھول کر) پڑھو۔

یہ کہکر وہ رقعہ نعیم نے پڑھا جسمین یہ چند کلمے لکھے تھے "تم تو جاتے ہو مگر میری جان نکلیگی۔ اچھا خدا حافظ یہ تحفہ بطور یادگار بھیجتی ہون غریب سعیدہ کی یادگار سمجھکر اپنے پاس رکھنا" رقعہ پڑھکر نعیم کے آنسو گر پڑے اور جانکی کو یہ سمجھا کر رخصت کیا وہ کہدینا گھبرائین نہین۔ خدا مالک و پروردگار ہے مین انشاءاللہ بہت جلد آؤنگا۔ جبتک پلٹ کر نہین آتا میرا دل یہین رہیگا" ادھر تو جانکی آبادی کی طرف چلی اور اُدھر کہارون نے فنس اٹھا کر لکھنؤ کا راستہ لیا۔

ساتوان باب

زمانۂ فراق

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون

روئین گے ہم ہزار بار کوئی ہمین رلائے کیون

نعیم کو گئے ہوے پورے بائیس دن ہوگئے۔ سعیدہ کو دن رات خط کا انتظار تھا مگر افسوس اوسکی آرزو بر نہ آئی مفصل خط تو درکنار ایک کارڈ رسید کا بھی نہ آیا کہ جس سے دل بیمار کو تسکین ہوتی۔ راستہ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا گئین مگر پتا تک نہ ہلا۔ ننھی سی جان گھل گھل کر اچھی خاصی ارنگنی۔ دن ہے تو خط کا انتظار ہے۔ رات ہے تو خبر کی راہ دیکھتی ہے بس یہی کام رہ گیا تھا۔ سعیدہ بہت آزاد مزاج واقع ہوئی تھی اسکے علاوہ اوسکے مزاج مین مان ان بالکل تھا دعا تعویذ فال شگون کو محض بیکار سمجھتی تھی نہ اس وجہ سے کہ وہ پکی مومنہ و موحدہ تھی بلکہ زیادہ تر اس باعث سے کہ مس پالی کے خیالات ابتک اسکے دماغ مین گونج رہی تھی۔ وہ شرع و مذہب سے متنفر نہ تھی تو بھی اوسکے دل مین غلو کے ساتھ شرع و مذہب کی جگہ نہ تھی۔ البتہ نعیم کے کہنے سننے سے اوسنے اس طرف توجہ کی تھی اور اصول مذہب کی پابندی شروع کردی تھی۔ لیکن حضرت عشق کے سر چڑھتے ہی ہوا کا رُخ پلٹا خیالات مین تغیر ہونے لگا بالخصوص نعیم کی

غیر متوقع جدائی نے اب اور بھی نرالی کیفیت پیدا کردی۔

سچا اور خالص سوز و گداز ہر وقت سعیدہ کے دل کو ابھارا کرتا تھا اور شب روز درگاہ باری میں رو رو کر مناجات کیا کرتی تھی۔ عبدالرحیم شاہ نے ایک چھوٹا سا اردو زبان رسالہ بطور یادگار سعیدہ کو دیا تھا جسے اوسنے الماری میں رکھدیا تھا تو پھر اوٹھانیکی بھی نوبت نہ آئی تھی مگر اب اس بیماری و زاری کی حالت میں شغل بیکاری سمجھکر سعیدہ نے وہ رسالہ دیکھنا شروع کیا اوسکے مضامین جو اخلاق و ادب کے ساتھ ہی تصوف کا مذاق بھی لیے ہوئے تھے اوسکے دل پر اثر کر گئے اور لفظ لفظ پر سعیدہ کو عبرت و نصیحت ہونے لگی۔ ایک ایک سطر کو پانچ پانچ سات بار پڑھتی اور جی چاہتا کہ پھر اسیکو پڑھوں۔ اب اوسکو سیدھی سیدھی عقلی باتوں نے اپنے خیالات کی غلطی ثابت ہوئی اور بات بات میں اپنی کوتاہ اندیشی پیش نظر ہونے لگی جن امور پر کبھی وہ بڑے بڑے اعتراضات کیا کرتی تھی وہ باوقعت ثابت ہونے لگے اور ہر ہر کام کی جڑ شاخیں نتیجہ ذہن میں آنے لگا۔

سب سے زیادہ عبرت سعیدہ کو اوس کتاب کے آخر کے چند قلمی فقرے دیکھکر ہوئی جو اوسکی طرف خطاب کر کے یوں لکھے گئے تھے "دو انصاف کرو کہ تم آجتک خطا پر تھیں یا نہیں تمنے خدا و رسول کے ساتھ ہی اپنے ماں باپ کا بھی گناہ کیا تمنے اپنی بیش بہا زندگی ضائع کر کے اپنے کو ہلاکت میں ڈالا۔ میں ہرگز یہ صلاح نہ دیتا مگر مصلحت اسی میں دیکھی۔ اب بھی وقت ہے کہ تم اسکو سمجھا ہو اور تلافی مافات کی فکر کرو۔ مجکو خدا نے شاید اسی لیے یہاں بھیجا تھا مہلت نہیں ورنہ کچھ اور لکھتا۔ اگر تم میری نصیحت پر عمل کرو گی تو اللہ کی بے انتہا رحمت تمھارے اوپر شامل (عبدالرحیم)" یہ الفاظ مٹے مٹے اور پنسل سے لکھے تھے۔ سعیدہ نے انکو پڑھکر ایک منصفانہ نظر سے اپنی گذشتہ لائف کو جانچنا شروع کیا اور اپنے ہتکھنڈوں پر پشیمان ہو ہو کر رونے لگی۔

جو تضرع و زاری سعیدہ نعیم کے فراق میں کیا کرتی تھی اوسمیں اس کتاب سے اور

دونی آگ بھڑک اوٹھی اوسکا طرز و قرینہ سب بالکل بدل گیا مزاج مین ایکقسم کی سہولت آگئی اور تواضع وانکسار سے لوگون کی نگاہ مین اوسکی اور بھی منزلت ہوگئی گھر کے چھوٹے بڑے کسی سے وہ گھڑک جھڑک کر بات نہ کہتی تھی۔ نہ ماما وغیرہ پر کام کے لیے حکومت کرتی تھی۔ جو کام ہوا خود کرلیا جس سے بولی بملائمت جسکے پاس بیٹھی اوس سے بہ لطف و شفقت باتین کین۔

چونکہ عورتون کے مزاج مین ہر بات ایک انتہا درجہ کا غلو پیدا کرلیتی ہے اسیوجہ سے سعیدہ کی طبیعت جو شرع کی طرف مائل ہوئی تو دن رات ورد و ظائف سے فرصت ہی نہ ملتی تھی کبھی کچھ دعا پڑھنے لگی کبھی کوئی ختم ورد کرنے لگی۔ کبھی قرآن مجید مین فالین نکالنے لگی لیکن دلِ ناصبور کو اس سے کیا تسکین ہونیوالی تھی روز بروز بیقراری بڑھتی جاتی تھی خصوصًا جب کوئی اوس سے طعن و تشنیع کے کلمات کہتا تو اوسکا دل کٹ کے رہجاتا۔

سعیدہ کی منجھلی بہن حمیرا جو اوس سے دو سال چھوٹی اور محمد احمد سے بڑی تھی۔ بہت ہی شوخ و طرار تھی وہ اکثر سعیدہ کے اوپر منھ آتی تھی۔ خصوصًا جب سے والدین کی ناراضی کی سُن گن پائی تھی تب سے تو وہ سعیدہ کو بات بات مین بنایا کرتی تھی۔ سعیدہ جواب دینے مین عاری نہ تھی اوسکو حمیرا کی باتون کے نشیب و فراز اشارے کنائے خوب معلوم تھے مگر اوسکی خاموشی پسند طبیعت فضول اور بیجا باتون سے بہت ہی متنفر تھی اسوجہ سے وہ حمیرا کو جواب دینے کے بجائے اپنے کو نفرین کیا کرتی تھی اور جو شرارے حمیرا کی طعن طرز سے پیدا ہوتے تھے اونکو آب چشم سے سرد کرنے کی کوشش کیا کرتی تھی۔

اندازہ کرنے کے واسطے ہم ایک دن کی کیفیت ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہین۔

بعد مغرب کا وقت تھا ابر کے گھٹا ٹوپ چھائے ہونے کی وجہ سے چارون طرف اندھیرا تھا ہوا کے جھونکے زور سے چل رہے تھے۔ اور مینھ آہستہ آہستہ پڑ رہا تھا۔ سبزہ زارون کی ہری بھری گھانس ہوا کے تھپیڑون سے کسی نازک بدن کی کمر کی طرح بل کھا کھا کر لہرا رہی تھی۔ چھوٹی چھوٹی بوندین پڑنے سے ترنم آمیز آواز پیدا ہوتی تھی۔ پھولون کی پنکھڑیان لوٹ ٹوٹ کر

زمین پہ گرتی جاتی تھیں اور صحرائی پرندے جو درختوں کی شاخوں پہ بسیرا لیے ہوئے تھی ادھر
ادھر پھڑ پھڑاتے پھرتے تھے - ہماری ہیروئن سعیدہ کے کمرے کے دروازے ہوا کی وجہ سے
بند تھے اور ایک لیمپ تخت پر رکھا ہوا ٹمٹما رہا تھا -

سعیدہ تخت ہی پر مصلا بچھائے بیٹھی تھی اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا مانگ رہی تھی کہ
یکبارگی دروازہ کو کسی نے کھٹکھٹایا برا تو بہت معلوم ہوا مگر مجبوراً سعیدہ نے اوٹھ کر دروازہ کھولا آنکھوں سے
جو آنسو جاری تھے اونھیں دوپٹے سے پونچھ کر اور آواز کھانس کھنکار کر صاف کر کے اوسنے
اس آنے والے سے جو حمیرا تھی پوچھا ”کہاں چلیں“

حمیرا - کہاں کیا کوئی تعجب کی بات ہے آپ کے پاس چلی آئی

سعیدہ - (بہت نرمی سے) یہی تو میں بھی پوچھتی ہوں -

حمیرا - آپکو یہ پوچھنا ہی نہ تھا - کیا کریں جب آپ چلہ نشین ہو گئیں تو آخر ہملوگوں کا جی کیسی مانے

سعیدہ - ہاں میری عادت نیچے اوترنے کی کم ہے -

حمیرا - یہی تو تعجب ہے کیونکہ ہمیشہ ایسی عادت نہ تھی بلکہ اور کوئی آپکی وجہ سے ایک جگہ اور چپ بیٹھنے
پاتا تھا کوئی دن نہوتا تھا کہ جب آپ دو چار مرتبہ مجھ پہ خفا نہوتی ہوں -

سعیدہ - سچ کہتی ہو - وقت و مزاج کا مقتضا ایسا ہی ہوا کرتا ہے میری غلطی تھی جو میں تم
لوگوں سے بیجا باتیں کیا کرتی تھی - اب مجکو ایسی حرکتوں سے سخت نفرت ہے اور اپنی گذشتہ حصہ عمر کا افسوس

حمیرا - کیا پھر کوئی دوسری پالی آکر آپکو یہ باتیں سکھا گئیں - جو آپکو افسوس ہے -

سعیدہ - پالی کیسی ؟

حمیرا - وہی پالی جنسے سُن سُن کر آپ میم صاحب بنگئی تھیں -

سعیدہ - (غمگین لہجہ میں) حمیرا تم مجکو لعنت نکرو - تمھارا خیال شاید صحیح نہیں ہے -

حمیرا - کیوں ؟

سعیدہ - اسلیے کہ میں نے کبھی انگریزی طرز معاشرت کی طرفداری نہیں کی - البتہ اپنی غلطی سے

اونکے بعض خیالات کو پسند کرتی تھی مگر اب ثابت ہوا کہ میری غلطی تھی۔

حمیرا۔ یہی تو پوچھتی ہون باجی!

سعیدہ۔ کیا پوچھتی ہو؟

حمیرا۔ یہ کہ کیون آپ کو وہ خیالات غلط معلوم ہوتے ہین۔

سعیدہ۔ غور کرنے سے اور تجربے سے۔

حمیرا۔ آپکو تجربہ بھی ہی۔ ہان پچھلے مہینون مین اکثر لکھنے پڑھنے مین زیادہ رہنی کی وجہ سے آپکو تجربہ ہو گیا ہوگا۔ مگر لکھنے مین کیا تجربہ ہوا کیونکہ کوئی بتانے والا نہ تھا۔

سعیدہ۔ (آہ کرکے) حمیرا کچھ خاص کام ہو تو بیان کرو ان باتون مین ناحق وقت ضائع کرتی ہو۔

حمیرا۔ خاص بات کچھ راز تو کہنا ہی نہین ہے یہی دل بہلانے مزاج پوچھنے کے واسطے آئی ہون مگر بڑی مشکل یہ ہی کہ آپکا وقت خراب ہوتا ہی۔

سعیدہ۔ تمھاری اس محبت خواہرانہ کا بہت بہت شکریہ۔

حمیرا۔ باجی برا نہ ماننا۔ مین دیکھتی ہون کہ آپکو ظاہری تہذیب شائستگی بہت آگیا ہی۔ بات بات ایسے ہی اشارے کنایے آپ کیا کرتی ہین۔

سعیدہ۔ بہن یہ حال تو خدا کو خوب معلوم ہی۔ ہان اس سے مجبور ہون کہ دو حرف پڑھی ہونے کی وجہ سے شین قاف ضرور منھ سے نکل جاتا ہی۔

حمیرا۔ شین قاف تو مین بھی درست بولتی ہون مگر مجھکو یہ آپکی ایسی بناوٹ نہین آتی۔

سعیدہ۔ خدا مجھے توفیق دے کہ اگر مین ظاہرداری کرتی ہون تو یہ کمبخت عادت مجھ سے چھوٹ جائے۔

حمیرا۔ کوئی کتاب پڑھیے۔

سعیدہ۔ میری طبیعت اچھی نہین ہی تمھارا جی چاہے تو قصص الانبیا نکالدون پڑھو۔

حمیرا۔ مین تو نہ پڑھونگی آپ پڑھتین تو سن لیتی۔

سعیدہ - حمیرا مین بہت خوش ہونگی اگر تم نے مجھے معاف کرو -

حمیرا - (سعیدہ کے چہرہ پر نظر غور کرکے) باجی آپکا چہرہ زرد کیون ہی؟

سعیدہ - کوئی پندرہ بیس دن سے بخار آتا ہے - متلی و دوران سر رہنے کی وجہ سے غذا نہین ہوتی -

حمیرا - پھر کچھ دوا ہونا چاہیے - آج مین امان سے کہونگی -

سعیدہ - کیا کرنے کو کہو گی - اچھی ہو جاؤنگی -

حمیرا - غفلت مناسب نہین ہی - مگر تعجب ہے کہ آپکو تو کبھی دوران سر نہوتا تھا کیا بات ہی؟

سعیدہ - مرض کے واسطے عادت کی ضرورت تو ہی نہین - جو ہو گیا وہی -

حمیرا - پھر امان سے کہنے کو آپ کیون منع کرتی ہین - ؟

سعیدہ - اونسے کہنے سے کیا فائدہ کوئی مہلک عارضہ تو ہی نہین - دو چار دس پانچ روز مین صحت ہو جائیگی -

حمیرا - عارضہ تو عارضہ رہتے رہتے ذراسی بیماری مہلک ہو جاتی ہی - مان باپ سے آدمی کو کوئی بات چھپانا نہ چاہیے - آپ کی باتین شک دلانیوالی ہوتی ہین -

سعیدہ - میری باتین شک دلانیوالی ہین - افسوس - (آہستہ سے) یہ میری اعمال کا نتیجہ ہے پیارے نعیم تم بھی مجھے بھول گئے آجتک خبر نہ لی -

ابتدائے گفتگو سے سعیدہ کا دل بھرتا چلا آتا تھا حمیرا کا بار بار سخت کلامی کرنا اوسکے دل پر بھالا سا مارتا تھا اب اوس سے ضبط نہ ہوسکا اور دوپٹے سے منہ ڈھانپ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی - حمیرا دیر تک کمرے مین ادھر اودھر چیزین دیکھا کی اوسکے بعد سعیدہ کو اوسی حالت مین چھوڑ کر چلدی - تنہائی ہوتے ہی سعیدہ کی آہ وزاری نے اور ترقی کی اور اوسنے رو رو کر کہنا شروع کیا -

"اے ارحم الراحمین خدا مجھ ذلیل و روسیاہ نافرمان لونڈی سے میری لغزشون کا

بدلا نہ لے - الٰہی! تو رؤف و رحیم غفار و ستار ہے تیری شان بہت بڑی ہے تو آمرزگار ہے اور میں گنہگار ہوں - اپنے دل کے ہاتھوں میں بہت ذلت اوٹھا چکی یا اللہ اب طاقت برداشت نہیں ہے - چھوٹے چھوٹے لڑکے مجکو طعنے دیتے ہیں - میرا کلیجہ باتوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے جو کچھ میں نے کیا وہ تیری رحمت کے آگے کچھ نہیں ہے - پھر بھی ایک سعی کر کے میں نے تیری ایسی بڑی نافرمانی نہیں کی - میں اپنے گناہوں کا تیرے حضور میں اقرار کرتی ہوں اے دستگیر بیکسان میری مدد کر اور میرا پردہ نہ فاش کر،،

یہ مناجات بڑے حضور دل سے دیر تک کرنے کے بعد سعیدہ نیچے اوتری اور بمشکل ذرا سا کھانا کھا کے پھر اپنے شیون کدہ میں آئی - رات زیادہ آچکی تھی - تقاطر باران موقوف ہو چکا تھا اور ابر پھٹ جانے سے ایک خوشنما جال آسمان پہ پھیلا ہوا تھا - بھیگے بھیگے تارے جھلگا نے لگے تھے - اسوقت کا لطف دیکھ کر سعیدہ کو اپنے بچھڑے کا خیال آیا اور آہیں بھر کر رونے لگی - سب آدمی سو گئے مگر اوسکو چین نہ پڑی کروٹ پہ کروٹ بدلتی تھی - کبھی چادر اوڑھتی کبھی تکیہ درست کرتی کبھی اوٹھ کر بیٹھ جاتی لیکن نعیم کا تصور کسیطرح کل نہ لینے دیتا تھا - آخر خدا خدا کر کے آدھی رات کے قریب آنکھ بند ہوئی -

آٹھواں باب

بدگمانی

تصور دلدار بھی کیا بُری چیز ہے کہ پہاڑ سی رات کروٹیں لیتے گذر جاتی ہے مگر دل بیمار کو کسی طرح کل نہیں پڑتی - کبھی تکیہ بدلا کبھی چادر برابر کی کبھی اوٹھ کر تارے گننے - کبھی شمع کی جگہ گداز پر پروانوں کی جانفروشی کا تماشہ دیکھا کبھی اون پھولوں پر نظر ڈالی جو کسی کے گلے کا ہار بنانے کے واسطے توڑے گئے تھے اور باسی ہونے کی وجہ سے کھلا کر افسردہ و پھیکے پڑ گئے تھے - بو باس رخصت ہو چکی تھی صرف ایک حسرت آمیز صورت باقی تھی کہ جسے دیکھ دیکھ کر کوئی حیران ہو

کلیجہ پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے بس یہ کام رہ جاتا ہے۔ وہ نا صبور دل جو کسی لعت مشکیں کی شمیم عنبر نسیم سونگھ کر ہوش و حواس کھو چکتا ہے اِسی اُدھیڑ بُن میں زندگی کے منحوس دن فقط ایک آئندہ امید پر بسر کرتا ہے۔

ہماری غم نصیب ہیروئن سعیدہ جو جور فلک کی بدولت اپنے چاہیتے نعیم سے جدا ہو صدمات فراق کے بارسے چور چور تھی حمیرا کے تیر و نشتر جملوں کے درد سے ساری رات تڑپا کی آدھی رات کے قریب ذرا سی آنکھ لگی تھی کہ اکبارگی پپیہے کی پکار نے دبی ہوئی آتش عشق میں ایک تیز ہوا کی طاقت پہونچا کر اوسکا درد و غم پھر تازہ کر دیا اور وہ آہیں بھرتی ہوئی اوٹھ بیٹھی۔ پپیہا کی پی پی سے کلیجہ بلیوں اچھلنے لگا دل میں غیر معمولی حرکت محسوس ہوئی اور نعیم کے تصور میں دونوں ہاتھوں سے دل تھام کر سعیدہ رونے لگی۔ سرگین آنکھوں سے آنسوؤں کے ساتھ سرمہ بہہ رہا تھا اور پیشانی پر شکن پڑنے سے ایک دلآویز سمان اوسکے حسن دلفریب میں پیدا ہو گیا تھا۔

ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر دعائیں مانگ رہی تھی اور حفظ عزت کا سوال کر رہی تھی کہ زمانہ کے ایکٹر نے طلسم شب کا پارٹ بدلا۔ رات کا دلفریب سین نسیم سحر کی آمد آمد کے ساتھ رخصت ہوا۔ اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے درختوں کی ڈالیاں جھوم جھوم کر کسیکی زلف پریشان کو اوبھا رنے لگیں نازک نازک گلابی رخسارے سرد ہوا کے جھونکوں سے نیلگوں ہونے لگے اور جگنے والوں کی آنکھیں رات بھر کی بیخوابی سے سرخ سرخ ڈوروں سے برگ گل کی طرح مختلف رنگ دکھانے لگیں سعیدہ خالق اکبر کی یاد کرکے سجادہ بچھا کر دوگانہ فرض ادا کرنے کو کھڑی ہو گئی۔

سلام پھیرتے ہی سعیدہ نے دیکھا کہ اوسکی ماں تسبیح ہاتھ میں لیے کچھ وظیفہ پڑھتی چلی آتی ہے ماں کا یوں یکایک آجانا کچھ کم تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ وہ ہفتوں کوٹھے پر آنے کی عادی نہ تھی خصوصاً اتنے سویرے کہ جب بہتیرے لوگ سوکر بھی نہ اوٹھے تھے سعیدہ گھبرائی و جھجکتی ہوئی اوٹھی اور ماں کو جھک جھک کر سلام کیا۔

ماں - کیوں بیٹی کیسی ہو ؟

سعیدہ - اماں جان اچھی ہوں - خدا کا شکر ہے -

ماں - (پلنگ پر بیٹھ کر) تمنے یہ کیا عادت اختیار کی ہو کہ کوٹھے سے اوترتی ہی نہیں ہو - دن رات یہاں بیٹھے بیٹھے تمھارا جی نہیں گھبراتا -

سعیدہ - جی نہیں - میں تو یہاں بہ نسبت تمام مکان کے اطمینان سے رہتی ہوں کیونکہ تنہائی میں خاموش بیٹھی رہتی ہوں کسی جھگڑے بکھیڑے سے کچھ مطلب نہیں ہے -

ماں - یہ نئی بات ہو کہ اکیلے میں تمھارا جی نہیں گھبراتا - مجھ سے تو گھڑی بھر بھی اکیلی گزارا نہو اسکے سوا یہ اور بھی اندھیر کی بات کہتی ہو کہ جھگڑے بکھیڑے سے مطلب نہیں ہے - اللہ رکھے جوان ہوئی ہو کل بیاہ ہوگا دنیا کا سارا کھڑاگ تمھارے سر پڑیگا آخر کیونکر نبھے گی -

سعیدہ - خدا آپ کو سلامت رکھے مجکو کسی کھڑاگ سے کیا مطلب -

ماں - یہ کیا ؟

سعیدہ - (دبی آواز میں) یہ کہ میں آپکے قدم چھوڑنا پسند نہیں کرتی -

ماں - کہیں زمانہ میں ایسا ہوا ہو کہ بیٹیاں ماں باپ کے گھٹنوں لگی بیٹھی رہیں - ؟

سعیدہ - کہیں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو میرا تو یہی ارادہ ہے -

ماں - (جھڑک کر) تم سخت بیوقوف ہو ایسی بیہودہ باتیں منھ سے نکالتی ہو کوئی سنے تو کیا کہے -

سعیدہ - کہیگا کیا ؟

ماں - کہیگا کیوں نہیں - جسکی جو بات ہوتی ہے وہ سبھی کہتے ہیں کوئی کسیکی زبان نہیں پکڑ لیتا - تمھاری باتوں سے سارے خاندان کے کلنگ کا ٹیکا لگیگا -

سعیدہ - اماں جان میری باتوں سے ؟

ماں - ہاں ہاں تیری باتوں سے مُردار - (غصہ ہوکر)

سعیدہ - (سہمکر) اماں جان - میں تو آپ کی لونڈی ہوں - بیعذر - فرمانبردار -

ماں - جب ہی تو بیٹھے بیٹھے نخرے بگھارا کرتی ہو - روز نت نئے پاکھنڈ - اللہ ری لڑکی تیری آنکھوں مین ذراسی حیا و شرم نہین ہو -
سعیدہ - اماں جان - خدا کیواسطے ایسے جگر خراش الفاظ تو نہ کہا کیجیے - آخر کچھ میرا قصور بھی تھا -
ماں - جو کوئی دیکھتا سنتا ہی وہ ادکھیاں سُناتا ہی بات بات مین طعنے دیتا ہی اس سے بڑھکر اور تیرا قصور کیا ہوگا ہوتے ہی مرگئی ہوتی تو اچھا تھا -
سعیدہ - خدا کرے اب مرجاؤن جسمین آپکا نام نہ بدنام ہو - بس -
ماں - اللہ ری تیری شوخ چشمی اور زبان درازی -
سعیدہ - مین نے تو کچھ زبان درازی نہین کی - جب خواہ مخواہ آپ الزام ہی بناتی ہین تو اپنے کو سہنے کے سوا اور کیا کرون - مجھے جینا
ماں - مین کیا جھوٹ ملزم بناتی ہون -
سعیدہ - کچھ بات بھی ہو تب معلوم ہو کہ جھوٹ ہی یا سچ - آپ بے وجہ خفا ہوتی ہین - خدا جانے کیوں اپنی پیاری سعیدہ سے آپ یون ناخوش ہوگئین آہ کیا سعیدہ آپکی لڑکی نہین ہے - کیا آپ ہی کی گود مین اوسنے پرورش نہین پائی ہی - کیا آپ ہی کی مہربانیوں سے اوسنے دنیا کے نیک و بد کو نہین سمجھا - کیا خدا نے آپکو اوسپر رحم کرنیکا حکم نہین دیا کیا ایکبارگی سعیدہ کی قسمت پلٹ گئی کیا سعیدہ کا اب جینا یہانتک آپکو ایسا گران ہی اور آپکو اوسکی حسرت بھری بیوقت کی موت سے خوشی ہوگی - کیا آپکا دل مجکو سسکتے اور دم توڑتے دیکھکر نہ پسیجے گا ؟ (یہ کہکر سعیدہ رونے لگی -)
ماں - (خود بھی غمگین ہوکر) بیٹی - سعیدہ بیٹی - آؤ مین تمکو لپٹا لون (سعیدہ کو لپٹا لیا)
سعیدہ - (زیادہ روکر) اماں جان - میری اماں جان -
ماں - میری بیٹی - میری پیاری - آہ یہ قسمت کی خوبی ہو - افسوس - تمھارے حالات قابل افسوس ہی نہین ہین بلکہ مجکو خون رونا پڑتا ہی - تمھارا رنگ ڈھنگ دیکھ دیکھکر بھلے برادری کی عورتین باتین نام لی ہین -

سعیدہ - ہائے یہ میری بدقسمتی ہے - افسوس -

ماں - تمھارا زرد زرد چہرہ اور دوران سر دمتلی کا مرض بڑے شک کا ہے -

سعیدہ - (ماں کی گود سے ہٹ کر) شک - یہ کیا ؟

ماں - ہاں ہاں شک ہی لوگوں کو اور خود مجکو -

سعیدہ - مجھ پہ ؟

ماں - بیشک -

سعیدہ - کس بات کا - ؟

ماں - یہی کہ تمھارے باہر کے نکلنے بیٹھنے میں کہیں جا بیجا صحبت ہوئی ہے جسکا نتیجہ بجاری پاک کٹنے کے سوا کچھ نہیں ہے - اور -

سعیدہ - (بات کاٹ کر) اللہ اللہ - اسکا کوئی ثبوت - افسوس یہ اتہام - بیٹی پر اور ایسے منہ سے - زمانہ کو کیا ہوا آسمان کیوں نہیں گر پڑتا -

ماں - ثبوت تمھاری بیماری تمھاری کیفیت - ہائے میں بد نصیب کیا کروں کس منہ سے کسکو جواب دوں ابھی تو لوگوں میں در پردہ بدگمانی ہے پھر کھلکر کہنے لگیں گے -

یہ سنکر سعیدہ کے زرد زرد چہرہ پر غصہ سے ایک سرخی آ گئی اوسکا خون جوش کھانے لگا اور آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے نتھنے پھڑک اوٹھے اور تنفس کی گرم گرم ہوا جو غصہ کے اثر سے آتش خیز ہو رہی تھی ہونٹھوں کو خشک کرنے لگی - پیشانی پہ بل پڑ گئے ساتھ ہی پسینہ بھی آ گیا اور چھوٹے چھوٹے قطرے ماتھے کی شکنوں میں اوتار چڑھاؤ طے کر کے اکے رخسار پر گرنے لگے - اور بڑے طیش کے ساتھ سعیدہ بولی -

" آفرین ہے آپ کی ہمت پر کہ لوگوں کے منہ سے سنکر بھی خاموش ہو رہیں اور الٹے آپ بھی اورون کی طرف ہو کر مجھے ذلیل کرنے لگیں - ذرا تو خدا لگتی کہو - اماں جان کیا یونہی بہو بیٹیوں کو عیب لگا دیا کرتے ہیں "

ماں - جب آدمی ایک کام کر چکتا ہی تب پھر کہنے والے کو کوئی کیوں روک لیتا ہی -
سعیدہ - مگر جب کیا بھی ہو - کسی نے دیکھا ہو - کسی جگہ آمد رفت ہو - کوئی بات ہو - یہ غضب نہیں ہے کہ بے وجہ بے سبب ایسا سخت کلمہ کوئی کہہ ڈالے - آپ ایسی خود بدگمان نہوتیں تو کسی کی کیا مجال تھی جو کہتا -
ماں - چاہے جو سمجھو - مجھسے تو کسیکا منھ چڑھاتے نہیں بنتا - سچ ہے کہ میں آپ اسی غم میں بہتی ہوں میں کسیکو کیا جواب دونگی - بیٹی تمھاری بدولت میری آبرو میں بٹہ لگ گیا -
سعیدہ - یقیناً آپکا یہ خیال بالکل غلط ہی - میں نے کوئی کام ایسا نہیں کیا جسپر اپنے تئیں لعنت کر سکوں مگر جب آپکا یہی خیال ہی تو مجبوری ہی - بلکہ ایسی حالت میں کوئی تدبیر ایسی ہونی ہی کہ آپ کی بدنامی دفع ہو -
ماں - سوا اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ چپکے سے تمھارا نکاح کر دیا جاے - خدا ہنسی خوشی عزت سے سب پار لگا دے -
سعیدہ - مگر میں کیوں ماننے لگی -
ماں - کیوں ؟
سعیدہ - اسلیے کہ بدنامی کا ٹیکا لیکر میں دوسرے گھر میں ذلیل ہونے نہ جاؤنگی - البتہ آپکی بدنامی کے خیال سے میں جان دیدینا پسند کرتی ہوں - افسوس ہے کہ مجھ پر یہ ظلم روا رکھا جاتا ہے -
ماں - ابتو حیدرآباد سے خط آچکا اکیسویں تاریخ انگلے مہینے کی اونھوں نے مقرر کی ہے جو کچھ تم نے اپنی خود مختاری سے کیا وہ بہت اچھا کیا -
سعیدہ - جب مجھسے ایسی بدگمانی ہی تب کوئی وجہ نہیں ہے کہ کیوں میں آپکے کہنے کی پابندی کروں میں کبھی آپکی راے کے موافق نہ کرونگی اور نہ آپ مجھسے کچھ کام رکھیں یوں ہی پڑا رہنے دیں جو کچھ ہونا ہوگا ہو رہیگا - بس معاف فرمائیے -

اس آزادانہ و بیباکانہ پاس کلمات کا جواب دینا مناسب نہ سمجھ کر سعیدہ کی ماں اوٹھ کر نیچے چلی آئی لیکن سعیدہ کے دل میں ان باتوں سے ایسی گھبراہٹ پیدا ہو گئی کہ وہ ایک خاص رائے قائم کرنے اور آیندہ امور پر کاربند ہونے کے واسطے سخت پیچ و تاب میں مبتلا ہو گئی۔

نواں باب

دیار یار

ایک دم کو گر چھوٹے زندان سے
ہمنے دم آکر ترے در پہ لیا

زمانہ کو رنگ بدلتے ذرا دیر نہیں لگتی بات بات میں حالات دنیا نت نئے لباس میں نظر آتے ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا جب ہمنے ناظرین کو سعیدہ کے باغ میں نعیم سے انٹرڈیوس کرایا تھا اب ہم پھر اپنے نوجوان ہیرو نعیم سے آپ کو ملانا چاہتے ہیں۔ ایک مدت گزر گئی جب وہ امیٹھی سے سعیدہ کو روتا وسسکتا چھوڑ کر گیا تھا۔ اور گیا بھی تو اس طرح کہ عرصہ گزر گیا نعیم نے کروٹ تک نہ بدلی۔ آج ہم اوسکو اوسی سڑک پر دیکھتے ہیں جو لکھنؤ سے امیٹھی کو آئی ہے۔

آفتاب کی تیز تیز کرنیں پوری گرمجوشی کے ساتھ زمین کو آگ بھبوکا بنا رہی تھیں۔ کرۂ ہوا کرۂ نار بن رہا تھا۔ درختوں کا سایہ سورج کے سر پر آجانے کی وجہ سے ٹھیک جڑ پر آنے لگا تھا۔ سبزہ زار اور کھیت کملائے ہوئے کسی عاشق فراق نصیب کی طرح سوز درون سے جل رہے تھے اور زمین کی نمی دھوپ کی تیزی سے بخار بن بن کر ہوا کے ساتھ اوڑتی چلی جاتی تھی یہ وقت مسافروں کے ذرا دیر کسی جگہ ٹھہر جانے اور دم لینے کا تھا باغوں اور سڑکوں پر پیدل راہروؤں کا درختوں کے نیچے خیموں کے نیچے ہجوم تھا۔ ایک کمانی دار یکہ پر دو نوجوان سوار ہیں تیزی کے ساتھ امیٹھی کو چلا آرہا ہے۔

ایک تو انھین ہمارا قدیم دوست نعیم ہے جو عرصہ کے بعد محبوبہ دلنواز کی یا دمین کو چہ یار کا طواف کرنے کو آتا ہے - اسکا رنگ زرد اور چہرہ ایسا اوترا ہوا ہے کہ چھ مہینے کا بیمار معلوم ہوتا ہے - آنکھون کے گرد حلقے پڑگئے ہین اور آواز ایسی دھیمی ہوگئی ہے کہ بمشکل سمجھ مین آتی ہے - آنکھون کی رگین سرخ ہین اور بال پریشان کپڑے کسیقدر کثیف ہین مگر اوسکا رفیق اور پرانہ وفادار ملازم امیر ساتھ نہین ہے - اسباب مین سوا اسکے ایک چرمی بکس کے اور کچھ ہمراہ نہین معلوم ہوتا - لبون پر آہین اور دیدے اشکبار ہین - ایک گٹھر پڑا سا اور بھی بکس پر ہے مگر وہ دوسرے مسافر کا ہے جس سے اسکے پہلے ہمارے احباب کو کچھ واقفیت نہ تھی -

" دوسرا سوار ہمارے ہیرو کا دلی دوست شفیع احمد تھا نعیم اسی کے عاریتی مکان مین رہتا تھا شفیع احمد نے باتون باتون مین نعیم سے سوال کیا " ہان تو آپ پر کیا کیا مصائب پڑے جنکی وجہ سے واپسی مین توقف ہوا "

نعیم - والد کی علالت کی خبر سنکر عجب مین خیر آباد گیا تو اونکی حالت بہت ہی بگڑ پائی دو ہفتہ تک تو اونکی دن رات کی تیمارداری سے مجھے ذرا مہلت نہ ملی اوسکے بعد اونکا انتقال ہوگیا اور حسب آدہ طلبی حضور نواب صاحب کے رامپور جانا پڑا پھر کچھ ایسے پیچ پر پیچ پڑتے گئے کہ بمبئی و کراچی و لاہور و بہاولپور وغیرہ کے آنے جانے اور بعض معاملات ریاست و زمینداری کے انتظامات مین آجتک واپس نہ آسکا طرہ یہ کہ اسی درمیان مین مین اختلاف آب و ہوا کی وجہ سے سخت علیل بھی ہوگیا تھا -

شفیع - مجکو آپکے حالات پر سخت افسوس ہے اور مین اپنے معذور رہنے کی معافی مانگتا ہون کہ کیون ایسے ایام مصائب مین مین آپکا شریک نہو سکا -

نعیم - آپکی اس ہمدردی کا شکر گذار ہون - مجھے خود افسوس ہے کہ اتنے عرصہ تک آپ لوگون سے خط کتابت کرنیکا موقع نہ ملا -

شفیع - بڑا شکر ہی کہ خدا نے اوس پریشانی کو رفع کرکے ہمکو آپ کو پھر ملا یا -
نعیم - ہان خدا کا بہر حال احسان ہے - آپ کے قصبہ مین تو اب لوگون نے نئی نئی
ترقیان کی ہونگی -
شفیع - ترقی تو کیا کی - ہان ایک انجمن فی الحال ہمارے یہان قائم ہوئی ہی -
نعیم - انجمن -
شفیع - ہان ! ایک انجمن بنام انجمن اتفاق -
نعیم - کون کون لوگ شریک ہین - ؟
شفیع - ایک ہو تو بتاؤن - مکان پہونچکر فہرست دکھلاؤنگا -
نعیم - خیر -
شفیع - آپکا اسباب تو سب بخیر پہونچ گیا تھا ؟
نعیم - آپکی عنایت سے سب اسباب اچھی طرح پہونچگیا تھا - مین تو بیفکر تھا کہ جیسے خیر آباد مین
رہتا ویسے یہان رہتا مگر آپ نے بھیج ہی دیا -
شفیع - کرتے تو کیا نہ آپ کا کوئی خط آیا نہ کچھ حال معلوم ہوا - پتہ آپکا مجھے یاد تھا
ذکل بہ خدا بلٹی لفافہ مین بند کرکے بھیجدی -
نعیم - مین تو مکان پہ تھا نہین میرے کارندے لالہ گرجا پرشاد کو بلٹی وغیرہ ملی تھی -
شفیع - بہر حال پہونچ گیا -
نعیم - آپ کے پھوپھا صاحب کے یہان تو سب خیریت ہی ؟
شفیع - جی ہان - آج کل تو وہ بھی تشریف لائے ہین - میرا ارادہ ہی کہ اونھین کو اپنی
انجمن کا صدر انجمن بناؤن -
نعیم - میرے خیال مین تو یہ انجمن قبل از وقت ہی -
شفیع - کیون ؟ -

نعیم - اس لیے کہ ابھی آپکی بستی مین ان خیالات کے آدمی پیدا نہین ہوے ہین ابھی تو لوگونکو مدرسون کی تعلیم ہی سے بڑا اعتراض ہے کمیٹی و انجمن سے کیا دلچسپی ہوگی - بلکہ میرے نزدیک جو لوگ نئے تعلیم یافتہ ہین وہ بھی اسی قبیل کے ہین کیونکہ وہ اپنی لیاقت و واقفیت کے غرہ مین دوسرون کو بنگاہ وقعت نہین دیکھتے اسواسطے ایسی انجمن کا چل نکلنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے - خصوصًا ایسی حالت مین جبکہ ایک عام انجمن قایم ہونیکی آپ کوشش کر رہے ہین

شفیع - شاید آپکا خیال صحیح ہو لیکن مین اس رائے کو ابھی قبل از وقت اور نا قابل قبول سمجھتا ہون - اس لیے کہ ابھی کوئی کارروائی ایسی نہین ہوئی جس سے طبایع کے اختلاف کا اندازہ ہوسکے -

نعیم - اختلاف طبایع تو کوئی بات نہین ہے کیونکہ یہ ضروری اور لازمی بات ہے - ہر شخص کا جدا گانہ راے ہونا فطرت و قدرت کا مقتضا ہے بلکہ یہ بہت ہی عمدہ امر ہے کہ ہر کوئی اپنی راے آزادانہ بیان کرے - میری گفتگو کا یہ منشا ہے کہ نئی روشنی کی ہوا ایسا ان لوگونکے دماغ مین ایسی سمائی ہے کہ وہ سواے ظاہری قیل و قال کے کوئی امر بانتیجہ ہونے دینگے - میرا ماننے کی بات نہین ہے مین تو جہانتک دیکھتا ہون ایسی تمام انجمنون کا مقصد صرف اتنا ہوتا ہے کہ سکرٹری یا صدر انجمن صاحب اپنی شہرت کے واسطے فرضی کارروائیون اور عظمت و شان کا تذکرہ لکھکر روئداد شائع کر دیتے ہین اور غور کیجیے تو خالی خولی باتون کے سوا کچھ نتیجہ نہین خیال تو کیجیے کہ اگر چند آدمیون نے باہم بیٹھکر کوون کی طرح کانون کانون اور فخر و مباہات کی تو کیا فائدہ ہوا - کمیٹی سے تو مطلب کچھ قوم یا ملک کی بھلائی یا گورنمنٹ کی وفاداری ہوتا ہے یہ نہین کہ جلسہ ہوا کرسیان میزین بچھین آئین لوگ آکر کچھ دیر بیٹھے اور دھوان دھار تقریرون کے پل باندھے قوم پر اپنی جان نثاری بیان کی اور پھر چلتے پھرتے نظر آئے - تجویزین پاس ہوتے وقت تو معلوم ہوا کہ بس اب سارے ملک کی اصلاح ہو گئی اور پھر کہین کچھ نہین - معاف بندہ تو ایسی انجمنون کا نہ قائل ہے نہ موید خصوصًا جسمین لونڈون کی بھرتی ہو جنکے نزدیک

سواے تفریح یا اظہار فخر کے کمیٹی کا اور کچھ مقصد ہی نہین ہے۔

شفیع - آپکی اس نیک نیتی کی نکتہ چینی کا مین مشکور ہوا - اور اب مین بھی اپنا خیال کچھ اسی قسم کا پاتا ہون - مین نے ابتک ان امور پر غور نہ کیا تھا - بیشک یہ راے بہت صحیح ہے تاہم جبتک کوئی اجلاس ہنو کوئی مستقل اسے قائم کرنا بہت مشکل ہے"

شفیع اپنی باتون مین یہانتک پہونچا تھا کہ یکہ جو منزل مقصود پہ پہونچ گیا تھا رکا نعیم شفیع اوتر پڑے - یہ مکان جہان ہم ناظرین کو لے آئے ہین خود شفیع احمد کا مسکونہ تھا - بیرونی پھاٹک کے بعد ایک وسیع صحن تھا جسمین کہ طرف شمال دیہ ایک بارہ دری مردانہ نشست کی بنی تھی - بارہ دری کے سامنے ایک مختصر سا چمن تھا اوسکے بعد زنانہ مکان کی ڈیوڑھی تھی شفیع اپنے دوست نعیم کو بارہ دری مین اوتار کر اور اسباب وغیرہ رکھ کر اندر گیا -

شفیع احمد کو ہمارے ناول سے کوئی ایسا تعلق نہین ہے کہ ہم اوسکی تمام کاروائیون یا روز مرہ کی باتون کا مفصل حال نذر ناظرین کرین لہذا اس سے قطع نظر کر کے ہم اپنے دوست نعیم کی طرف عنان قلم منعطف کرتے ہین جیسے ہی پہنچکر پہلا کام جو نعیم کو کرنا تھا وہ اپنی محبوبہ لقوات کی کیفیت دریافت کرنا تھی - اوسی کے واسطے وہ آوارہ وطن ہوا تھا اور وہی اوسکی تمام امیدون کا مرجع تھی - اور صرف اوسی کی ملاقات پہ ساری آرزؤن کا خاتمہ تھا -

عشق و محبت کا برا ہو جسنے بیچارے خستہ جگر نعیم کو ایک منٹ بھی چین نہ لینے دیا اور دبی ہوئی آگ نے سینہ سوزان مین نئی بھڑاس پیدا کر دی - دل بیتاب نے مجبور کیا اور بلا لحاظ کسل راہ و تکلیف کے وہ فوراً تجسس حالات کی غرض سے فرودگاہ سے نکل کھڑا ہوا - اسوقت آفتاب کی کرنین دن پلٹ جانیکی وجہ سے ترچھی ہو چلی تھین مسجدون مین ظہر کی اذان ہو چکی تھی اور لوگ خداے غفار کی یاد مین زمین پہ ناک رگڑ رہے تھے - ہمارا دوست نعیم گلی کوچون مین گھومتا ہوا اپنی قدیم رازدار جانکی مالن کے مکان پہ گیا - دل پر ایک حالت امید و بیم کی طاری تھی اور نعیم بے اختیاری کے ساتھ جانکی کو ڈھونڈھ رہا تھا - آواز دینے سے پہلے ہنومان بالی نے

جو بیمار کی طرح اندر پڑا تھا پوچھا وہ کو ہے صاحب یا؟

نعیم۔ ہنو مان۔ ہنو مان!

ہنو مان۔ ہان حجور۔ حکم۔ مین برام ہون۔ سرکار یہیان چلے آدین۔

نعیم۔ (اندر جاکر اور ہنو مان کو بیمار دیکھ کر) ہنو مان کہو تمھاری جانکی کہان ہی؟

ہنو مان۔ جانکی۔ ہاے جانکی۔ (رونے لگا)

نعیم۔ روؤ نہین بتاؤ وہ کہان ہی مجھے کچھ کام ہے۔

ہنو مان۔ سرکار دو برس ہوئے چپت ہین جب سے وہ گنگا جی کے نہان کو گئی تھی۔ ہائے پھر پلٹ کے نہ آئی۔ بھگوان جانے کیا بجوگ پڑا۔ رام۔ رام۔

نعیم۔ کسی آنے جانے والے کی معرفت کچھ پتہ نہین ملا۔؟

ہنو مان۔ ناہین سرکار کچھ نہین۔

نعیم۔ تمھارے میان کے یہان سب اچھے ہین؟

ہنو مان۔ صاحب مین کا جانون۔ ہمکا تو چھوڑ ائے دہن ہین۔ مین مرت ہون۔ موت نہین آوت ہی۔ ہاے بھگوان۔

ہمارے گرفتار الآم دوست نعیم کو ہنو مان کی گفتگو نے سخت پیچ و تاب مین مبتلا کر دیا۔ وہ اپنی سعیدہ کا حال دریافت کرنے کے واسطے جیون جیون ہنو مان سے سوال کرتا تھا۔ تیون تیون وہ اور چیختا چلاتا تھا۔ آخر اوسکے ہاے ہاے کرنے سے عاجز آکر غریب نعیم غمگین و پریشان ہوکر وہان سے مایوس و متاسف اپنے دوست شفیع کی طرف چلا۔

دسوان باب

نئی قبر

ہائے اس کمبخت عشق کا برا ہو عجب چیز ہی جہان اسمین دل پھنسا پھر چلین نصیب نہین ہوتا

افسوس ہمارا غم نصیب ہیرو نعیم اسکے ہاتھون کیسا زندگی سے بتنگ آگیا کہ الامان و الحفیظ - درد دل ہے کہ وہ کسی پہلو چین ہی نہین لینے دیتا اور محبوبہ دلنواز کا کہین پتہ نہین - نہ کوئی مونس و غمخوار ہے نہ ہمدم و دمساز - ساری امیدون کا سہارا ایک جانکی تھی اوسکی بیان سی بھی جواب مل چکا تھا - وہ خود ہی غائب تھی پھر اسکا غمگسار ہوتا تو کون ؟ ہنومان کے یہان سے پلٹ کر نعیم کو ایک خاص قسم کا تردد اپنی پیاری سعیدہ کے بارہ مین پیدا ہوگیا - اوسکا دل اندر ہی اندر بیٹھا جاتا تھا اور ہمت پست ہوئی جاتی تھی خصوصًا مالن کے نہ ملنے اور مفقود الخبر ہونے سے اوسکو اور بھی الجھن تھی کہ آخر معاملہ کیا ہے طرح طرح کے خیالات دل مین آتے تھے اور کسی پہلو قائم نہ ہوتی تھی سوز جگر کا بخار قلب سے آہ بنکر اوٹھتا اور ہونٹھون تک آ کر رک جاتا - آنکھین خوننابہ بنی ہوئی اشک حسرت بہا رہی تھین مگر افسوس کوئی اتنا بھی نہ تھا کہ جو اوسکا درد دل پوچھتا -

غیر مقام کا معاملہ ایک معزز رئیس کے گھر کی بات تھی ہر کسی سے پوچھتے اور ذکر کرتے بھی جھجکتا تھا لیکن کبتک اور کہانتک کئی دن اسی طرح گزر گئے آخر حضرت عشق کے جنون انگیز ولولون نے نچلا نہ بیٹھنے دیا اور جذب محبت نے اس بات پر آمادہ کیا کہ چلکر خود ہی دلرُبا کے مکان پر پتہ لگانا چاہیے - انکھون کی اشک ریزی اور آہون کے گھٹاٹوپ دھوئین سے تو کسی طرح امیدوارانہ داری کی نہ تھی لیکن محبوبہ کی بدنامی کے خیال سے دل ناشکیبا جبر کیا گیا اور ضبط سے کام لیکر بہت ہی متانت و تہذیب کے ساتھ غمگین و ملول خاطر نعیم کوے دلدار کو چلا ؎ اوسکے گھر سے چلا مجھے دیکھو - دل خانہ خراب کی باتین -

جسوقت کا یہ ذکر ہے اوسوقت آفتاب مغرب کی طرف بہت جھک آیا تھا اوسکا تمتمایا ہوا چہرہ زرد ہوتا جاتا تھا اور ہلکی ہلکی دھوپ اونچے اونچے مکانون اور درختون سے گلے لگ کر رخصت ہو رہی تھی - ہرے ہرے پتون پر سنہری کرنین لوٹتی اور الوداع کہتی تھین دن بھر کی کمھلائی ہوئی کلیان مسکرانے لگی تھین اور چڑیون کے غول کے غول چہچہاتے ہوے آشیانون کو

جارہے تھے - وہ گرفتار مصیبت عشاق جو تمام دن کسی کے ایفاے وعدہ کی امید مین دن ختم ہونیکا راستہ دیکھتے دیکھتے پریشان ہوگئے تھے بن ٹھن کر معشوقان طناز کی ناز و انداز کا لطف دیکھنے اور ادا و غمزہ کا بار اوٹھانے کے لیے چل کھڑے ہوے تھے - ہمارا دوست نعیم آہ و افسوس حسرت و یاس کا قافلہ ساتھ لیے ہوے اپنی منزل مقصود کو چلا جاتا تھا - امید و بیم کی دو تصویرین اوسکی آنکھون کے سامنے گھوم رہی تھین - کبھی تو اوسکو سعیدہ کی خیریت معلوم ہونیکا خیال برق گل کی طرح شگفتہ کردیتا تھا اور کبھی اوسکی جدائی کا بھیانک تصور دل و دماغ مین ایک آگ بھڑکا دیتا تھا جسکے ساتھ ہی قلب سے آہ کا بخار اوٹھتا اور دماغ مین پہونچکر آنکھون کی طرف سے پانی ہوکر نکل پڑتا -

چند مکانات اور گلیون کے بعد ہادی کا مشہور پھاٹک ملا اور ہمارا نوجوان شوق و آرزو کے ساتھ اوسمین داخل ہوا - یہ وہی مکان تھا کہ جہان ہمارے دوست کو اپنی ہزارون تمناؤن کے پورے ہونے کی امید تھی اور جسکے نظارہ کے لیے اوسکا دل گدگدا رہا تھا - یہان آتے ہی صحن مین چند مونڈھے پڑے تھے پاس ہی ایک چوکی تھی جسپر بیٹھا ہوا ہادی کچھ وظیفہ پڑھ رہا تھا نعیم نے جھک کر اوسے سلام کیا اور اشارہ سے جواب پاکر ایک مونڈھے پر بیٹھ گیا - ہادی کے ہونٹھ اور ساتھ ہی تسبیح کے دانے جلد جلد حرکت کر رہے تھے اور وہ خود بھی ہلتا جاتا تھا نعیم مونڈھے پر بیٹھ کر اپنے خیالات کے دریا مین غرق ہوگیا بار بار زنانے مکان کی طرف نگاہ اوٹھاتا اور پھر جھکا لیتا - ادھر اودھر دیکھتا مگر کوئی مونس و غمخوار نظر نہ آتا بیساختہ آہ زبان پہ آتی اور خوف کی وجہ سے لب بند کر لیے جاتے -

خدا خدا کرکے ہادی نے وظیفہ ختم کیا اور مزاج پرسی کرکے آواز دی "احمد احمد" اس آواز کے سنتے ہی زنانہ مکان سے ایک نوعمر لڑکا چھڑی ہاتھ مین لیے ہوے نکلا - جسکو دیکھ کر نعیم نے کہا "اخاہ! میان محمد احمد اچھے رہے"

محمد احمد - الحمد للہ - آپ تو مع الخیر ہین - آج مدت بعد دیدار نصیب ہوئے -

نعیم - شکر ہی - اور تو سب خیریت ہی ؟
محمد احمد - جی ہان - اللہ کا احسان ہی - معلوم ہوتا ہی کہ آپ کچھ بیمار تھے -
ہادی - احمد آپ کو (نعیم کی طرف اشارہ کرکے) مین نے نہین پہچانا -
محمد احمد - آپ خیرآباد کے رہنے والے ہین - عرصہ تک یہان قیام رہا ہی کسی وجہ سے مکان چلے گئے تھے - اب پھر تشریف لائے ہین - یہان ہیڈ ماسٹر صاحب سے بطور خود کچھ مدرسہ کا علم پڑھتے تھے -
ہادی - (نعیم سے) کیا آپ احمد سے ملنے آئے ہین ؟
نعیم - (ہادی کو قرینہ سے پہچان کر) مین خاصکر تو کسی سے ملنے نہین آیا صرف خیریت دریافت کرنے کے واسطے حاضر ہوا ہون - عرصہ تک یہان رہنے کی وجہ سے ایک اُنس سب حضرات سے ہوگیا ہی - مین خیال کرتا ہون کہ یقیناً آپ کا اسم مبارک ہادی حسین صاحب ہی -
ہادی - جی ہان - مجھے ہادی حسین کہتے ہین - اسوقت مجھے ایک جگہ جانا ہی تفریح کو جی چاہے تو آپ بھی چلین -
نعیم - (اس خیال سے کہ شاید کچھ کیفیت معلوم ہو) بسر و چشم -
انہی گفتگو کے بعد نعیم و ہادی حسین و محمد احمد تینون آدمی مکان سے چلے چونکہ ہادی کے مکان کا دروازہ آبادی کے اندر جانب کو تھا اسوجہ سے گلی مین ہو کر جانے کے بجاے وہ احاطہ کے اوس دروازہ سے جو اب اوسنے پھلواری کی طرف لگوالیا تھا ہو کر پھلواری مین آیا - نعیم یہان کی بہار اور اپنی ابتدائی آمد و رفت سعیدہ کی ملاقات - فوارہ و گملون و چاندنی کی سیر یاد کرکے بہت ہی مضطرب ہوا مگر سواے ضبط کے چارہ نہ تھا چار و ناچار سرسری طور پر اِدھر اودھر دیکھتا ہوا پھلواری سے باہر نکلکر ہادی کے ہمراہ باغ کی طرف متوجہ ہوا -
چلتے چلتے یہ لوگ بستی سے دور ایک گھنے باغ مین پہونچے اِس باغ کے گرد بہت عمیق کھائی کھودی ہوئی تھی اور مینڈ پر ناگ پھنی کے جھنڈ چارون طرف کا راستہ بند کیے ہوے تھے

صرف ایک ہی تنگ رستہ تھا آگے آگے ہادی اوسکے پیچھے احمد و نعیم اس باغ کے اندر داخل ہوے اب آفتاب قریب غروب تھا لہذا واپسی کی عجلت کے لحاظ سے ہادی اون قبروں جو یہان بنی ہوئی اپنی حسرت و مایوسی کا سمان دکھا رہی تھین فاتحہ پڑھنے لگا۔ فاتحہ پڑھتے پڑھتے دفعۃً اوسنے " ارے یہ کیا معاملہ ہی؟ " کہا اور ایک قبر کے پاس جاکر جھک گیا۔ اس قبر کی مٹی کچھ تر اور بالکل نئی تھی۔ ہادی حسین کے اس طرح تردد آمیز کلمہ کہنے سے محمد احمد بھی ادہر متوجہ ہوا اور قریب جاکر کہا " ابا جان بیشک یہ کیا بات ہی۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا "

باپ بیٹون کی رازدارانہ گفتگو سے نعیم کو بڑا اختلاج پیدا ہوا لیکن وہ دخل در معقولات کرنا پسند نکرتا تھا اسواسطے اذان کی آواز سنکر اوسنے ہادی کو نماز مغرب کے لیے پکارا اور تینون نے ملکر فریضۂ مغرب ادا کیا لیکن جو تردد ہادی کو تھا اوسکا اندازہ نعیم کو اس بات سے اور بھی ہوتا تھا کہ نماز پڑھانے مین ہادی ہانپتا جاتا تھا اور قرأت و تعدیل ارکان مین بہت عجلت سے کام لیتا تھا۔ خدا کے فرض سے فرصت پاکر پھر احمد نے وہی فقرہ کہا " ابا جان کیا معاملہ کچھ سمجھ مین نہین آتا "۔ نعیم کو اب تاب نہ رہی اور اوسنے ہادی سے کہا " اگر قصور گستاخی معاف فرمائیے تو مین یہ دریافت کرنے کی درخواست کرتا ہون کہ آپ کو کس امر سے تعجب ہے۔ مجھ سے بتانے کے قابل ہو تو بیان فرمائیے شاید مین بھی کوئی راے قائم کر سکون "

ہادی۔ مجھے آپ سے بیان کرنے مین کچھ عذر نہین ہے مگر شاید آپ سے بیان کرنا سواے اسکے کہ آپ کو تردد مین ڈالا جاے کچھ نتیجہ نہین رکھتا۔

نعیم۔ جب مین آپ کے ہمراہ یہانتک آیا ہون تو خوشی سے اوس تردد مین بھی شریک ہونے کو تیار ہون جو آپ کو ہی۔

ہادی۔ جناب من! مجھے یہ تردد ہی کہ یہ قبر نئی کسکی ہی۔

نعیم۔ کیون؟ کیا آپ کو اسکا علم نہین ہی؟

ہادی۔ نہین۔

نعیم۔ قبرستان کسکا ہی؟

ہادی۔ میرا۔

نعیم۔ تو بیشک تعجب کی بات ہی۔

ہادی۔ بلکہ زیادہ تر تعجب کی۔

نعیم۔ بیشک۔ مگر وجہ۔؟

ہادی۔ وجہ یہ ہی کہ اس نئی قبر کی جگہہ پر ایک قبر تخمیناً دو سال کی تھی۔

نعیم۔ دو سال کی قبر تھی۔ پھر کیا کسی نے اوسے کھود ڈالا۔ یا اوسی مین غلطی سے دوسرا مردہ دفن کر دیا؟

ہادی۔ اسکے سوا اور کیا کہا جائے۔

نعیم۔ قبر کا نشان مٹ گیا ہوگا اسی وجہ سے یہ غلطی ہوئی۔ لیکن زیادہ تر تعجب تو اس بات کا ہے کہ آپکو علم نہین ہے۔

ہادی۔ ابھی اوس پنجشنبہ کو مین آیا تھا تب تک تو نشان اچھی طرح سے تھا۔ البتہ خام قبر تھی۔ اور آپ دیکھتے ہین کہ سب قبرین خام ہین۔ سوا دو ایک کے جنپر پتھر کی سل رکھی ہی۔

نعیم۔ کسی سے دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کسکی کارروائی ہی۔

ہادی۔ یہان کس سے پوچھا جائے؟ افسوس!

نعیم۔ اور یہ قبر کسکی تھی۔؟

ہادی۔ صاحب میری لڑکی کی قبر ہی۔ اوسکی شادی ہونیوالی تھی۔ دفعتہً ایک روز رات کو درد گردہ مین مرگئی۔

نعیم۔ کیا آپ کی کئی صاحبزادیان ہین؟

ہادی۔ جی ہان۔ یہ بڑی لڑکی تھی۔

خدا جانے اس کلمہ مین کیا بات تھی کہ نعیم کو سکتہ سا ہو گیا بے اختیار آہ کرکے چیخنا چاہتا تھا لیکن افشا ے راز کے خیال سے دل پر جبر کرکے چپ ہو رہا تاہم درد دل نے بیتاب کر دیا اور اگر وہ زمین پر ایک درخت کی جڑ سے تکیہ لگا کر بیٹھ نہ جاے تو گر پڑنے سے سخت چوٹ آوے - ساری آرزؤنکا خون ہو گیا اور ہجوم اندوہ یاس نے دیوانہ بنا دیا - ہادی و احمد خود انتشار مین تھے اسوجہ سے اونکو اس طرف مخاطب ہونے کا موقع نہین ملا - اتنے مین دور سے ایک آدمی چراغ ہاتھ مین لیے ہوے آتا دکھائی دیا - اور ہادی و احمد اوس طرف دیکھنے لگے - یہ آدمی جلد جلد قدم اوٹھاتا ہوا اسی باغ مین چلا آیا اور ہادی وغیرہ کو دیکھکر ایک جگہہ ٹھٹھک کر ٹھہر گیا - اسکے اس طرح رک جانے سے ہادی کو کچھ خیال پیدا ہوا اور اوسنے نعیم کی طرف مخاطب ہو کر کہا "دیکھیے وہ کوئی شخص روشنی لیکر آیا ہے - غالبًا اس سے کچھ پتہ چلے - آئیے اوس سے دریافت کرین"، اس فقرہ کو سنکر بمشکل نعیم سنبھلا اور اوسکے ہمراہ نو وارد کی طرف روانہ ہوا -

قریب پہونچکر معلوم ہوا کہ یہ شخص کوئی عورت ہے جو سر سے پیر تک ایک برقعہ اوڑھے اور ایک بچہ گود مین لیے ہے - ہادی نے اوسکے پاس پہونچکر پوچھا "تم کون ہو اور یہان کیون آئی ہو؟"

عورت - سرکار مین پاس کے ایک گاؤن مین رہتی ہون - یہان قبر پر چراغ جلانے آئی ہون -

ہادی - تمکو یہان چراغ جلانیکا کیا حق ہے؟ اسلیے کہ یہ قبرستان میرے یہان کا ہے -

عورت - (غور سے ہادی کی طرف نگاہ کر کے) آپکا قبرستان ہے؟ آئین کیا آپ ہادی میان ہین - میرے آقا - میرے مالک -

یہ کہتے ہی عورت نے برقعہ سر سے اوتار ڈالا اور جانکی مالن ہادی وغیرہ کے سامنے موجود ہو گئی - ہادی و احمد تو تعجب سے اوسے دیکھتے ہی رہے لیکن بیچارے ددست

نعیم سے نہ رہا گیا اور اوسنے بڑے اشتیاق سے پوچھا "جانکی خیر تو ہی"

جانکی - (نعیم کو دیکھکر) خیر میان خیر آہ (آنسو گر پڑے)

نعیم - جلد بتاؤ جانکی - جلد - اب توقف کا وقت نہین ہی (لڑکے پر نظر غور کرکے) یہ پیارا بچہ - خداوندا رحم!

جانکی - میان گھبرانے کی بات نہین ہے - جو مالک کی مرضی اوسمین کیا اختیار - سنبھلیے ابھی مین آپ سے بہت کچھ کہونگی -

نعیم - آہ! میری کمبخت تقدیر - افسوس!

ہادی کو ان باتون سے اور بھی سخت تعجب ہوا اور وہ مبہوت سا جانکی و نعیم کو دیکھنے لگا - جسکے حیرت و استعجاب کا اندازہ کرکے جانکی نے کہا "سرکار آپ گھبرائین نہین - مین جو کچھ بھید ہے سب بتائے دیتی ہون - آپ جانتے ہونگے کہ جانکی تو گنگا کا اشنان کرکے گھر ہی نہین آئی پھر اب کہان سے آگئی - یہ سب ابھی آپکو معلوم ہوا جاتا ہی - مگر ذرا صبر کیجیے تو - آئیے - اس طرف کہین بیٹھ جائیے - ابھی کچھ بہت رات بھی نہین آئی" اس فقرہ کا جواب دینے کے بجائے ہادی و نعیم و احمد ایک جگہہ پر اکٹھا ہوکر بیٹھ گئے اور جانکی نے نئی قبر پر چراغ رکھدیا اور خود ان لوگون کے پاس آکر زمین پہ بیٹھ گئی -

گیارھوان باب

پچھلی سرگزشت

چاندنی نکل آئی تھی اور درختون سے چھن چھن کر زمین پہ پڑ رہی تھی - اسکی سفید روشنی مین یہ لوگ یعنی ہادی وغیرہ ایک دوسرے کا چہرہ بخوبی دیکھ سکتے تھے ہادی و احمد متعجب اور نعیم رنج و غم مین مبتلا تھا - جانکی نے جیسے ہی گفتگو کا سلسلہ

بچھڑنا چاہا دلیسی ہی ہادی بولا - پہلے تم مجھے اس قبر کا حال بتادو۔

جانکی - سرکار میں سب حرف حرف بیان کر دونگی - مگر آپ یہی لگا کر پہلے جو میں کہوں اوسکو سن لیجیے -

ہادی - سننے کو تو میں موجود ہی ہوں مگر مجھے سخت خلجان ہی کہ یہ قبر میری بڑی لڑکی سعیدہ کی ہے جسے مرے دو برس ہونے آئے اور آج میں اسے نئی کھدی ہوئی پاتا ہوں اسمیں کیا اسرار ہے -

جانکی - ہاں صاحب قبر اوکھیں کی ہے - نئی ہونے میں کوئی بھید نہیں ہے اور جو کچھ بات ہی وہ ابھی آپ کو معلوم ہوئی جاتی ہے -

ہادی - اچھا کہیں جلد کہو -

جانکی - سنیے سرکار - مگر پہلے قسم کھائیے کہ سنکر پھر مجھ سے خفا نہو جیے گا - اور اسکا کہیں ذکر نہ کیجیے گا -

ہادی - (اضطراب سے) خدا کی قسم میں تمکو کچھ نہ کہونگا - بلکہ جو تم بیان کرو گی اوسکو سنکر راز کی طرح دل میں رکھونگا -

جانکی - سرکار! یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ آپکے مالی ہنومان کی لڑکی ہوں - باپ کی نوکری کے حیلہ سے بچپن سے اندر زنانی ڈیوڑھی میں میری آمد و رفت تھی اور روز کے آنے جانے سے چھوٹے بڑے سبکا ذرا ذرا حال مجھے معلوم ہی - گھر کے بہتیرے کام میری معرفت ہوا کرتے تھے - کبھی کبھی لڑکیوں کو سودا سلف لادیا کرتی تھی بازار سے پھل ترکاری پہونچا تا تو گویا میرا کام ہی تھا - اسی آنے جانے میں مجھ سے بڑی بٹیا سے بڑی محبت ہوگئی - وہ مجکو بہت چاہنے لگیں -

بٹیا کی عادت تھی کہ کبھی کبھی پھلواری میں دروازہ بند کرا کے سیر کو آجایا کرتی تھیں کیونکہ لڑکپن میں کسی میم سے انگریزی پڑھی تھی اور اونکا خیال تھا کہ آدمی کو تندرستی کی واسطے

گلزار کی سیر ضرور کرنا چاہیے - اس سیر مین وہ کسی اپنی بہن یا اور ہمجولی کو ساتھ نہ لاتی تھین اونکو کاؤن کاؤن بھلا نہ معلوم ہوتا تھا - مجکو بات چیت کا تمیز نہ تھا مارے مارے اونھون نے لکھنؤ کی سی بولی سکھائی الف بے اور مفید المبتدی مجکو چھپا کر پڑھایا - لکھنا بھی چاہتی تھین مگر اوسکا موقع نملا -

ایک دن عادت کے موافق وہ سیر کرنیکو آئین مین بھی ساتھ ہوگئی گھومتے گھومتے ایک درخت کے پاس پہونچین تو ایک نوجوان آدمی دکھائی دیا جسپر وہ ریجھ گئین مگر خدا جانے کس خوف سے مکان کو چلی گئین اونکے جانیکے بعد وہ آدمی مجھے ملا اور مجھ سے اپنی پریشانی بیان کر کے بی بی کے پاس پیغام لیجانے کو کہا مین نے اوسکو منع کر دیا کہ یہان نہ آیا کرو لیکن اوسکا ذکر بی بی سے کیا - اونکے دل مین بھی چوٹ لگ چکی تھی مجھ پر بہت خفا ہوئین اور اس بات پر مجبور کیا کہ آیندہ کبھی موقع ملے تو اوسسے ملاقات کرا دون -

آپ جانتی مثل مشہور ہے جن ڈھونڈھا تن پایا - دونون دلون کو ایک دوسرے کی چاہ ہو چکی تھی اور ملاقات کا شوق دلون مین بھرا ہوا تھا وہ آدمی پھر باغ مین آیا اور بیوی سے ملاقات ہوئی - محبت کی آگ دن دونی رات چوگنی بڑھتی گئی اور بار بار کی آمد و رفت سے عشق کا درجہ ہوگیا - بی بی تو چاہتی تھین کہ چھپ کر کہین چلی جائین مگر اوس جوان نے نمانا -

بادشاہ - کیا؟ اوس جوان نے نمانا - عجیب طبیعت کا آدمی تھا - جب عورت خود تیار تھی تو نماننے کا کیا سبب؟

جانکی - ہان سرکار اوسنے نمانا وہ بڑا نیک اور خدا ترس آدمی تھا اوسنے خدا کا خوف کیا اور بی بی کو ایسی حرکت سے منع کیا - مگر اونکا دل نہ مانتا تھا آخر ایک دن کہین بھاگ جانیکا سامان کر کے وہ میرے ساتھ پھلواری کے اوس طرف والے مقبرے مین آئین یہان وہ جوان پہلے سے ایک فقیر اور اپنے نوکر سمیت موجود تھا - فقیر کے سمجھانے سے بی بی نے بھاگنے کا خیال بدل دیا اور اوس آدمی نے اپنے نوکر و فقیر کو گواہ کر کے نکاح پڑھ لیا - اِس کارروائی کے بعد فقیر ایک کونہ مین چلا گیا اور جھولی سے ایک چھوٹی سی کتاب نکالکر بیوی کو دیکر خود باہر چلا گیا

پھر مین اوراوس جوان سے نوکرنے ملکر دوبارہ اسباب مکان مین لاکر رکھا اورکمرہ کی پشت کی طرف سے اوس شخص کی آمدرفت ہوگئی۔

تھوڑے دن گذرنے کے بعد وہ جوان اپنے دیس چلاگیا۔ اوروس پندرہ دن مین آنیکا وعدہ کرگیا۔ جدائی کے زمانہ مین دن رات سعیدہ بی بی کو روتے گذرتی تھی فقیر کی دی ہوئی کتاب پڑھکراوسکا دل مسلتا جاتا تھا توبہ توبہ کرنے یا رونے کے سوا کوئی کام نہ تھا۔ مان باپ کی طرف سے خفگی بلکہ جان کا خوف تھا کیونکہ دریاباد مین نسبت ٹھہر چکی تھی اوراودھر جوان کی صحبت مین امید پڑچکی تھی جو کسی طرح چھپنے کی بات نہ تھی۔

راستہ دیکھتے دیکھتے اوکتا گیئن اور جوان نہ آیا کہ کوئی تدبیر کیجاتی۔ اودھر نکاح کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ اسوقت سعیدہ کی جو حالت تھی مین خوب جانتی ہون آخر تن بتقدیر کہین نکل چلنے کی صلاح ٹھہری اور مین گنگا کے اشنان کا بہانہ کرکے اونکے ساتھ چلنے کو تیار ہوئی رات کی اندھیری مین دو جوڑے کپڑے دو تین کتابین کچھ زیور اور نقد روپیہ لیکر ہم دونون اسیٹھی چھوڑکر چلدیے۔ سعیدہ نے مجکو بھی درپردہ مسلمان بنایا تھا ہم دونون چوڑیدار پائجامے اور گزی کے کرتے پہنے فقیرن بنی ہوے دریا کی طرف ایک نالے مین جاکر بیٹھ رہے۔ پھر صبحکو ایک قریبکے گانون مین جاکر مین نے ایک فقیرن سے اوسکی یہان رہنے کی اجازت مانگی اور دونون آدمی وہان جاکر رہنے لگے۔

فقیرن گھر کی اکیلی اور بہت بڈھی تھی ہمکو اپنی لڑکیان بناکر رکھا اوسکے پاس یہ پیر فقہ تھا جسکو اوڑھکر مین قصبہ مین سوداسلف لینیکو جایا کرتی تھی اور کبھی کبھی سلائی وغیرہ کا کام بھی لاتی تھی اسی سے ہماری گذر ہوتی تھی سعیدہ یہان سعدیہ کے نام سے اور مین اللہ بندی مشہور ہوگئی۔ جوان کا پتہ نہ معلوم تھا اور پھر کسیوقت ملاقات کی امید تھی تو یہین اسیٹھی مین اسواسطے اسی جگہہ کا رہنا پسند کیا۔ اور بڈھی فقیرن کے مرجانے پر اوسکا مکان ہمارے قبضہ مین آگیا۔

اسپنے آنے کے پانچ سات روز بعد میں نے کانوں میں سعیدہ کے مرنے کی خبر سُنی جسکو میں سمجھ گئی کہ بات چھپانے کے واسطے مشہور کی گئی ہے اور اس سے ہمکو اطمینان بھی ہو گیا۔ حمل کی مدت پوری ہونے پر سعیدہ کے یہ لڑکا پیدا ہوا جو اوسکی مصیبت بھرے دل کی تسلی کا سبب تھا۔ لیکن جوان کی راہ دیکھتے دیکھتے آخر وہ بیمار پڑ گئی اور بیماری بڑھتی گئی۔ راز کھل جانے کے ڈر سے اوسنے دوا بھی نہ کی وہ رو رو کر کہتی تھی کہ یہ میرے اعمال کی سزا ہے۔ اوسکی بڑی تمنا تھی کہ ایک نظر اپنے ماں باپ کو دیکھ کر اونسے سب حال کہہ کے قصور بخشوا لے مگر بدنامی کے خوف سے اس سے بھی مجبور رہی۔ آخر ہاتھ پیر رگڑتے رگڑتے پرسوں دنیا سے کوچ کر گئی۔

مرتے مرتے اوسنے مجھ سے وصیت کی کہ جو قبر میرے نام سے بنی ہو اوسی میں مجھے دفن کروانا اور بعد اسکے جب موقع ملے تو میرے گھر جا کر میرے ماں باپ سے سب حال تنہا کہہ کے یہ لڑکا اونکے سپرد کر دینا کہ اسکو اسکے دادہال پہونچا دیں اور اسکے باپ کو میرا پورا حال لکھ کر سمجھا دیں کہ وہ میری اس نشانی (لڑکے) کی پرورش کے واسطے اپنے دل پر جبر کر کے دنیا دارانہ زندگی بسر کریں۔

اونکے مرنے کے بعد میں نے دو تین آدمیوں کو کچھ دے کر راتوں رات یہاں قبر کھدوائی اور اسیطرح لیجا کر لاش کی نماز پڑھوا کر یہاں لا کر دفن کر دیا۔ یہ ہے ساری حقیقت آپ کی بیٹی کی۔

جانکی کی تقریر سُنکر ہادی اور احمد بے اختیار رونے لگے اور نعیم تو پہلے ہی سے بیہوش سا ہو رہا تھا ایک چیخ مار کر گر پڑا۔ نعیم کی چیخ کے ساتھ ہی ہادی بولا " افسوس میں نے اپنی عزت آپ کھو دی اس اجنبی آدمی کے سامنے تمام داستان اپنی رسوائی کی سُنی اور اسکا خیال نہ آیا۔ یہ اپنے دل میں کیا کہتا ہوگا " جسکے جواب میں جانکی نے کہا " حضور! میں بتانے کو بھول گئی وہ نوجوان یہی ہے جو آج بہت

دنون کے بعد دکھائی پڑا ہے"

یہ پتہ پاکر کچھ افسوس اور کچھ حسرت کے ساتھ ہادی نے احمد کی مدد سے نعیم کو اوٹھایا بمشکل اوسے ہوش ہوا تو نعیم نے استعفاء قصور کی درخواست کی جسکا جواب بہت ہی متانت سے ہادی نے اِن الفاظ مین دیا، جو کچھ منظور خدا تھا ہوا اب مین اگر تمکو ملامت کرون تو فضول ہے۔ مگر تمھین بھی صبر سے کام لینا چاہیئے اسکے بعد سب لوگ ہادی کے ساتھ اوسکے مکان پر آئے ہادی نے اپنی بی بی سے تمام سرگذشت بیان کی اور میان بی بی نے نعیم کی بہت تسکین کر کے اوسے روکنا چاہا لیکن اوسنے امیٹھی کا قیام خالی از شر نہ دیکھ کر ایسا کچھ انتظام کیا کہ قبل طلوع صبح صادق اپنے پیارے بچے یعنی محبوبہ کی نشانی کو جسکا نام بیادگار اوسکی مان کے سعید رکھا تھا لیکر اپنے وطن کی راہ لی اور جانکی کو بھی جس سے سعید بہت مانوس تھا ساتھ لیتا گیا۔ فقط

خاتمۃ الطبع

۱۱۸۰۵

الحمد للہ والمنۃ کہ ناول خون آرزو جو جناب منشی محمد احسن صاحب وحشی بلگرامی سلمہ اللہ تعالیٰ کی تالیفات سے نہایت دلچسپ حسرت انگیز نتیجہ خیز ناول ہے بعد حفظ حق تالیف دوسری بار ماہ۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء مطبع نامی لکھنؤ مین اہتمام سے خاکسار ابوالحسنات قطب الدین احمد عفر اللہ الصمد کے طبع ہوا

اشتہارات